سُورَۃُ فُرْقَانْ

مکی ہے اسمین ستتر آیتین ہین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ الَّذِیْ لَهٗ

تبارك - ای تكاثر خیر الذی الخ لان البركة هی كثرة الخیر او معناه تزاید علی كل شئ وتعالی عنه فی صفاته وافعاله - الفرقان مصدر فرق بین الشیئین ای فصل للعالمین - قال الراغب العالم اسم للفلك وما یحویه من الجواهر والاعراض وهو فی الاصل اسم لما یعلم به كالطابع والخاتم لما یطبع ویختم به وجعل بناؤه علی هذه الصیغة لكونه كالآلة فالعالم آلة فی الدلالة علی صانعه واما جمعه فلان كل نوع قد یسمی عالما فیقال عالم الانسان وعالم الماء وعالم النار واما جمعه جمع السلامة فلكون الناس فی جملتهم والانسان اذا شارك غیره فی اللفظ غلب حكمه (روح البیان) ؎ صحیحین بخاری ومسلم و(نسائی) وموطا مالک اور شافعی وصحیح ابن حبان وسنن بیہقی مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایک مرتبہ مین نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ
وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ بہت برکت والا ہی جس نے اپنے بندے
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فرقان اُتارا تاکہ وہ تمام عالم کے لئے ڈرانے والے
ہووین وہ (خدا) ایسا ہے کہ آسمانون اور زمین کی پادشاہت اُسکی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۹) پڑہتے سُنا پس مین نے اُسکی قرات سنی تو وہ بہت سے ایسے حروف پڑہتا ہی۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حروف پر نہین پڑہایا تہا۔ پس قریب تہا کہ مین نماز ہی مین اُس پر حملہ کرون۔ لیکن مین نے جیسے ہوسکا صبر کیا یہانتک کہ اس نے سلام پھیرا تو مین نے اُسکی چادر اُس کے گلے مین ڈالکر گرفتار کیا اور پوچھا کہ کس نے تجھے یہ سورت اسطرح پڑہائی جیسے مین نے تجھے پڑہتے سنی ہے۔ ہشام نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہائی ہی مین نے کہا کہ تو جھوٹ بولا۔ کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی سورت کو جیسے تو پڑہتا ہی اسطرح نہین پڑہایا۔ پس مین اُسکو کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ اور عرض کی۔ کیا رسول اللہ مین نے اس شخص کو سورہ فرقان ایسے کلمات پڑہتے سنا کہ آپ نے مجھے ان کلمات پر نہین پڑہایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس کو چھوڑ دے۔ ای ہشام سورہ فرقان پڑہ۔ ہشام نے وہی قرات پڑہی جو مین نے اس سے نماز مین سنی تہی پس رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یون ہی نازل ہوی ہے پھر فرمایا کہ اے عمر تو پڑہ تو مین نے وہ قرات پڑہی جو مجھے آپ نے پڑہائی تہی پس فرمایا کہ یون ہی اتری ہے فرمایا کہ یہ قرآن سات حرف پر اترا ہے سو جو تم کو میسر آئے پڑہو۔ (علما کہتے ہین کہ اس سے مراد سات لغتین ہین) ۱۲

اور وہ کوئی اولاد نہین رکھتا اور بادشاہت مین کوئی اُس کا شریک
نہین اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر ایک چیز کے لئے ایک اندازہ ٹھہرا دیا ہے
پروردگارِ عالم اپنی ذاتِ پاک کی اس بات پر حمد[1] کرتا ہے کہ اپنے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر فرقان اُتارا کیونکہ وہ حق کو باطل سے جدا کر دیتا ہے عبدہ[2] سے آپ کی مدح وثنا بیان فرمائی کیونکہ اپنی عبودیت کی طرف آپ کو منسوب فرمایا۔ ایک عاشق کہتا ہے ؎

اُس کا بندہ کہہ کے تو مجھکو پکار	میرے سب نامون سے بہتر ہے یہ نام

اور یہ قرآنِ عظیم اس اعجاز اور اس تفصیل سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا ہے اس لئے کہ تا آپ تمام عالم کو عذابِ الٰہی سے ڈرائین اور اس دینِ پاک کی طرف بلائین چنانچہ صحیح حدیث مین ہے کہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے اور مین تمام لوگون کی طرف مبعوث ہوا ہون۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے قُلْ یَآاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الآیہ یعنے آپ کی رسالت عام تمام لوگون کے لئے ہی۔ عرب کی خصوصیت نہین۔ پھر فرمایا کہ جس نے

[1] جس طرح سورۂ کہف مین فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا الآیہ

[2] ابتدار تفسیر ذوالعنی قصۂ معراج مین عبدہ کے نکات بیان ہو ہین۔ وہان ملاحظہ کیجے۔ ۱۲

بھجوایا وہ آسمان وزمین کا مالک ہے۔ پھر رد یہود و نصارے ہے کہ وہ اپنی
ذاتِ پاک مین اولاد و شریک سے منزہ ہے۔ پھر مشرکین کا رد فرمایا کہ اسی نے
ہر شے کو پیدا کیا اور ہر ایک چیز کے لئے ایک مناسب اندازہ مقرر کیا۔ ہر شے
اُس کے زیرِ قدرت وتحتِ تصرف ہے وہ سب کا پروردگار مالک ہے۔ اُن
دو آیتون سے گمراہ فرقے فلاسفہ و یہود و نصارے و بُت پرست و مجوس
و قدریہ و دہریہ سب کا رد ہوگیا اور یہی معنے فرقان کے ہین بعد بیانِ
الوہیت وقدرت مشرکین کی جہالت جو خدا کے ساتھ شرک کرنے مین ہے
بیان فرماتا ہے۔ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا
نُشُورًا ۝ کافرون نے خدا کے سوا معبود بنا رکھے ہین جو کچھ نہین پیدا
کرسکتے اور وہ خود مخلوق ہین اور نہ وہ اپنی ذاتون کے لئے نفع وضرر
کے مالک ہین اور نہ موت وحیات اور نہ جی اُٹھنے کا اختیار رکھتے ہین یعنی
کافر خدا کو چھوڑ کے بتون کی پرستش کرتے ہین جو ایک مچھر کا بھی نہین پیدا
کرسکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہین اور اپنے نفع وضرر کے مالک نہین ہین تو اپنے
پرستش کرنے والون کے کس طرح مالک ہون گے۔ زندہ رہنا اور مرجانا

اور قیامت مین پھر جی اٹھنا یہ کچھ بھی اُن کے اختیار مین نہین بلکہ یہ اُسی پاک پروردگار کے لایق ہے جو سب کو پیدا کرتا اور مارتا اور جلاتا ہے اور وہی تمام مخلوق کو قیامت مین زندہ کریگا۔ پھر عبادت بھی اُسی کے لئے سزاوار ہے جس کا نہ کوئی نظیر ہے اور نہ کوئی وزیر۔ بلکہ وہ احد و صمد ہے جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو وہ نہین چاہتا نہین ہو سکتا پھر کافرون کی جہالت قرآن کے متعلق بیان فرماتا ہے۔

4 وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ ھٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکُ ۨافۡتَرٰىہُ وَاَعَانَہٗ عَلَیۡہِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ ۚۛ فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّزُوۡرًا ۚ

5 وَقَالُوۡۤا اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ اکۡتَتَبَہَا فَہِیَ تُمۡلٰی عَلَیۡہِ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ۝

6 قُلۡ اَنۡزَلَہُ الَّذِیۡ یَعۡلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۝

اور کافرون نے کہا کہ یہ (قرآن) ایک نرا جھوٹ ہے جسکو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) گھڑ لیا ہے اور

جاؤ۔ فعلوا بما قالوا۔ کیونکہ جاء اور اتی یہ دونون فَعَلَ کے معنی مین مستعمل ہوتے ہین تو اسی فعل کی طرح متعدی بھی ہوتے ہین (روح) اساطیر۔ وھی الاحادیث التی لا نظام لھا (قاموس) اکتتبھا۔ وھو کاحتجم وافتصد اذا امر بذلك۔ تملی۔ ای تلقی و تقرأ۔ والاملاء فی الاصل عبارۃ عن القاء الکلام علی الغیر لیکتبہ۔ بکرۃ واصیلا۔ اول یوم الفجر ثم الصبح ثم الغداۃ ثم البکرۃ ثم الضحی ثم الضحوۃ ثم الھجیرۃ ثم الظھر ثم الرواح ثم المساء ثم العصر ثم الاصیل ثم العشاء الاولی ثم العشاء الاخیرۃ عند مغیب الشفق (ضرام السقط) ۱۲

دوسرے لوگون نے اس گھڑت مین مدد کی ہے (اللہ فرماتا ہے) پس کافرون
نے ہی ظلم وفریب کیا۔ اور کہنے لگے کہ اگلے لوگون کے کہانیان ہین کہ جنھین اُنھون
نے لکھوالیا ہے پس وہ صبح وشام اُن کے سامنے پڑہی جاتی ہین۔ (اے نبی اُنکو)
کہدو کہ اس (قرآن) کو اُس نے اُتارا ہے جو آسمانون اور زمین مین چھپی بات کو
جانتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنے کافرون نے قرآن کی نسبت[1]

[1] کافرون کے ایسے قول کی بیہودگی اور جھوٹ ہونے اور بہتان صریح ہونے کو ہر شخص جانتا تھا
کیونکہ بدیہی ومتواتر یہ بات معلوم ومتیقن تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء عمر سے آخر تک
کبھی کتابت وتحریر خط کی مشقت نہین اُٹھائی اور برابر ابتدائے تا وقتِ بعثت کے چالیس برس
تک انھین لوگون مین رہے وہ آپ کے ذرہ ذرہ حال سے بخوبی واقف تھے پھر باوجود اس کے
آپ کے صدق وامانت وپاکیزگی کو خوب جانتے اور دروغ وفریب وفسق وفجور وتمام اخلاق وافعال
ردی ونالایق سے آپ کا پاک ہونا خوب پہچانتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی طفولیت سے تا وقت بعثت سالت
کے آپ کو امین کے نام سے پکارتے کیونکہ آپ کی سچائی اور نکوئی سے ہر شخص اس قوم کا واقف
تھا پھر جب اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول امین کو رسالت کا مایۂ سرفراز کیا تو ان جاہلون نے
آپ کے ساتھ عداوت کی۔ اور ایسے ایسے اقوال بیان کئے جیسے اللہ تعالےٰ
نے اپنے کلام قدیم مین ذکر فرمائے ہین حالانکہ ہر عاقل کو آپ کا اُن سے بری ہونا
معلوم ہے بلکہ بدیہی طور سے وہ اُن کافرون کو بہتان باندھنے والا
جانتا ہے (ابن کثیر) ۱۲

کہا کہ یہ ایک صرف جھوٹ ہے جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے اور
اُس کے جمع کرنے میں دوسری قوم سے بھی مدد لی ہے۔ یہ اللہ کے پاس سے
نازل نہین ہوا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اُن کا اس طرح کہنا یہ خود ظلم زیادتی
اور تہمت و طوفان ہے اور کہتے ہین کہ یہ اگلون کے افسانے ہین آپ نے
اُن کو اپنے لئے لکھوا کر صبح و شام اپنے روبرو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ خداوند عالم
اُن کے اس تہمت کا جواب اسطرح دیتا ہے کہ اے نبی اُنسے کہدو کہ اس قرآن کو
(جس مین اولین و آخرین کی سچی خبرین گذشتہ و آئندہ کی مطابق واقع ہین) اُسنے
اُتارا ہے جو آسمان و زمین کے پوشیدہ امور کو جانتا ہے۔ اُس کے سامنے ظاہر و
پوشیدہ سب برابر ہے۔ بے شک وہ غفور و رحیم بھی ہے۔ اشارہ ہے کہ باوجود تمھارے
مستحق عذاب ہونے کے ہم عذاب نہین نازل کرتے۔ اور یہ بھی اشارہ ہے کہ
اگر اب بھی تم کفر سے اسلام کی طرف رجوع کرتے ہو تو میری رحمت وسیع
ہے۔ مین بھی غضب سے رحمت کی جانب رجوع کرتا ہون۔ حسن بصری رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ اس جود و کرم کو دیکھو۔ جنھون نے اُس کے دوستون کو قتل
کیا وہ اُن کو توبہ اور رحمت کی جانب بلاتا ہے پھر کافرون کی جہالت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرماتا ہے وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ

الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝
أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ
إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
سَبِيلًا ۝ تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ۝ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا
لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا
تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ

نأكل — حمزہ وکسائی سا تھ نون متکلم کے یعنی ہم کھاتے۔

ع ۹ ۱۶

ویجعلُ — مکی وابن عامر وشعبہ ساتھ ضم لام کے۔

ضیقًا — مکی بغیر تشدید ساتھ سکون یا کے۔

وقال الظلمون - اسم ظاہر موضع ضمیر میں اس لئے لایا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ اس گفتگو میں ظالم اور حد سے بڑے ہوئے ہیں۔ قصورا - کوشکہائے عالی ومسکنہای رفیع۔ قال الراغب یقال قصرت کذا ضممت بعضه الی بعض ومنه سمی القصر. واعتدنا - اصله اعددنا ای هیأنا. اذا رأتهم صفت سعیر ہے۔ حقیقی رویت مراد ہے کیونکہ دار آخرت اس جہان فانی کی طرح نہیں بلکہ وہ جہان تو بالکل جان ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا وان الدار الاخرة لهی الحیوان۔ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قیامت کے روز جہنم کی عنق یعنی گردن یا ایک جز اس کے جسم سے نکلیگا۔ اس کے دو آنکھیں ہونگی دیکھتی ہوئی اور دو کان ہونگے سنتے ہوئے۔ اور زبان ہوگی بولتی ہوئی۔ کہیگی کہ میں تین گروہ پہ مسلط کی گئی ہوں۔ ایک ہر سرکش جبار پر۔ اور دوسرے ہر اس شخص پر جس نے اللہ کے ساتھ غیر کی عبادت کی۔ اور تیسرے تصویر بنانیوالوں پر۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ تغیظا - التغیظ اظهار الغیظ وهو اشد الغضب وقد یکون ذلک مع صوت مسموع۔ والغضب هو الحرارة التی یجدها الانسان من ثوران دم قلبه۔ زفیرا وهو صوت یسمع من جوفه۔ یہ بیان جہنم کی شدت غضب کا ہے جیسے وہ شخص کہ شدت غضب میں ہو تو اس کے جوش سے سینہ سے آواز آتی ہے۔ مکانا - ای فی مکان ومنها بیان تقدم فصار حالا منه والضمیر عائد الی السعیر۔ قاعدہ ہر جار ومجرور کہ بعد نکرہ کے ہو وہ صفت ہے اور جب وہ

* صفت مقدم ہو کر حال ہو جاتا ہے ... صفت مکان ہے۔ ضیقًا صفت ... وضیقا بالکسر ... والضیق ایضا مخفف الضیق ... ای قرنت ایدیهم الی اعناقهم بالسلاسل ۱۲

ثُبُوْرًاۙ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ اور کہنے لگے
کہ یہ کیسے رسول ہین کہ کھانا کھاتے اور بازارون مین چلتے ہین۔ ان کی جانب
کوئی فرشتہ کیون نہ اُتارا گیا تاکہ وہ اُن کے ہمراہ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اُنکی طرف
کوئی خزانہ ڈالدیا جاے یا اُن کے لئے کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتے
اور ظالمون نے (مسلمانون سے) کہا کہ تم تو ایک سحر زدہ مرد کی پیروی کرتے
ہو (اے نبی) دیکھو اُنھون نے تمھاری کیسی مثالین بیان کین پس گمراہ ہوگئے
اور راہِ (راست) نہین پاسکتے۔ بہت برکت والا ہے وہ کہ اگر وہ چاہے تو
(اے نبی) تمھارے لئے اس سے بہتر باغات بنادے جن کے (درختون کے)
نیچے نہرین بہین اور تمھارے لئے بہت سے محل بنا دے (کافرون کا قول
طلب ہدایت کے لئے نہ تھا) بلکہ یہ قیامت کو جھٹلاے اور جو قیامت کو جھٹلاے
اسکے لئے ہم نے دوزخ تیار کی۔ وہ جب اُنھین دور جگہ سے دیکھے گی یہ اس کا

ثبورا۔ الھلاک والخسران (مختار) ثبور ہر طرح کی سختی و بربادی و خواری و ندامت کو شامل ہی۔ ثبورا
کثیرا۔ یعنی جس حال مین کہ تم پڑی ہو یہ ایسی جگہ ہی کہ یہان تمھارے لئے ایک ہی ثبور نہین بلکہ بہت ثبور ہین کیونکہ
جہنم مین اقسام کے عذاب ہین یا یہ کہ ہر وقت نیا عذاب ہوتا ہی جس طرح فرمایا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَا
هُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ یعنے جب کھال گل جائے گی تو ہم بجاے اس کے
دوسری کھال بدل دینگے تاکہ عذاب کا مزہ چکھین۔ (بیضاوی) ۱۲۔

جھنجلانا اور چلانا سنین گے۔ اور جب یہ اسکی کسی تنگ جگہ مین جکڑ کر ڈالدئے
جامین گے تو اُس جگہ ہلاکت کو پکارین گے (یعنے مرجانے کی آرزو کرین گے۔
کہا جائے گا کہ) آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو اور بہت سی ہلاکتون کو پکارو۔ چونکہ
کافرون کی نظر محسوسات پر تھی اور بصیرت معدوم تھی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر اُسی طرح نظر ڈالی جس طرح حیوانات کی نظر تھی۔ اور اُس نظر باطنی
سے نہ دیکھا جس سے نبوت و رسالت کی شان نظر آتی۔ اسی لئے خدائے تعالےٰ
نے فرمایا وَتَرَاھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ اور یہ نہ سمجھا کہ نبوت منافی
بشریت نہین۔ بلکہ جامہ بشری مین ہی آپ کا آنا مناسب تھا تاکہ بسبب تناسب
وتجانس کے افادہ واستفادہ پوری طور سے ہووے۔ بعض اہل حقایق نے
کہا کہ کافرون نے جو آپ کو مسحور کہا تو اپنا ہی قبیح حال آئینۂ نبوت مین دیکھکر
کہا۔ اور غلطی سے سمجھا کہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ہے۔" اللہ تعالےٰ آنکو
تسکین دیتا ہے کہ وہ احمق آپ کے مقام سے ناواقف ہوکر اسطرح مثالین
بیان کرتے ہین۔ جس سے وہ خود ہی گمراہ ہوگئے۔ کیونکہ جو ذات پاک خلق
وخالق مین رابطہ اور وصول کے لئے واسطہ ہے اُسی پر اعتراض کرکے اپنے
استعداد کو آپ ہی خراب کرلیا۔ پھر جواب دیتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو دنیا مین بھی

باغات اور محل اپنے نبی کو دیسکتا ہی لیکن صحیح حدیث مین آگیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار
فرمایا۔ چونکہ باعث ظہور دنیا آپ ہی کی ذات پاک ہے۔ پھر آپ کس طرح دنیا کے طالب ہوتے

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من	لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

پھر کافرون کو جو قیامت کی جھٹلانے سے سخت عذاب ہوگا بیان فرمایا۔ اللہ تعالی ہمکو اور ہمارے
احباب کو ہر طرح کے عذاب سے بچاوے۔ جب عذاب قیامت جو منکرین کیلئے ہوگا بیان فرمایا اب انکی
حسرت وندامت کو اور بڑہاتا ہے۔ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ 25 25
كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۤءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۤءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا
مَّسْئُوْلًا ۝ (اے نبی) کہو کہ بھلا یہ (عذاب مذکور) اچھا ہے یا ہمیشہ رہنے کی جنت کہ جسکا پرہیزگارون
سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ انکا بدلہ اور پھر جانیکی جگہ ہے۔ انکے لئے اسمین جو وہ چاہینگے ہوگا (وہان) ہمیشہ
رہینگے۔ یہ تمہارے پروردگار پر وعدہ مطلوبہ ہے (یعنی ضرور واقع ہوگا۔) آپ کہدیجئے کہ یہ جو کافرون کی

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے اختیار دیا کہ میرے لئے مکہ کے سنگریزون کو سونا کردے
مین نے عرض کی کہ ای رب نہین۔ بلکہ مین ایک روز بھوکا رہون اور ایک روز آسودہ۔ جس دن بھوکا رہون
تو تیری جناب مین تضرع کرون۔ اور جب سیر ہوجاون تیرا شکر اور تیری تعریف کرون۔ (مشکوۃ) کہ اگر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو مال وخزانہ ہوتا اس دنیوی لالچ کے خیال سے بہت سے کافر مسلمان ہوجاتے لیکن اس
فقر واحتیاج مین جس نے اتباع کی وہ خالص اللہ تعالے ہی کے لئے تہی بلکہ صحابۂ کرام اپنے اموال
اور گھربار اور اولاد سب آنحضرت پر فدا کرتے تھے۔ ۱۲

عذاب مذکور ہوا بہتر ہی یا جنت جو ہمیشہ ہی جسکا وعدہ پرہیزگارون سے کیا گیا ہی یہ جنت اُن کا مقام
اور انکا ٹھکانہ ہی پھر فرمایا کہ متقیون کیلئے اُس جنت مین جو کچھ انکا جی چاہی موجود ہی اور ہمیشہ
رہین گے یہ وعدہ اللہ تعالی پر لازم ہی اور مانگ لیا گیا ہی یعنی حکم ہوگا جو ہمنے تم کو وعدہ دیا ہے
مانگ لو فوراً پورا ہوگا بعد بیان حالت کفار اب انکی فرضی معبودونکا حال جو ان کے ساتھ ہوگا بیان
فرماتا ہی. وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي
هٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ
مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُو
كُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا

...ستطیعون ...سوائے حفص کے ...ت قاری ساتھ ...ب کے ۱۲

ف اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول سلوا الذی وعدتکم تنجزوہ (در) اللہ
تعالی پر کوئی شے لازم و واجب نہین وہ سب کا حاکم ہی لیکن اُس نے اپنے فضل سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہی کہ مسلمانون کو جنت مین داخل کریگا
اب اُسکے وعدہ مین خلاف نہین ہوسکتا۔ اسی لئے وہ استحقاق طلب کیا جائیگا۔ حدیث مین ہے کہ جو کوئی تم مین سے کوئی دعا
مانگتا ہی چاہی جیسی ہو لیکن اسمین گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحم ہو تو اللہ تعالی ضرور اُس کو تین باتون مین سے ایک بات عطا فرماتا
ہی یا تو اُسکی دعا کو تعجیل کرکے دنیا مین دیدیتا ہی یا اُس کے واسطے آخرت مین ذخیرہ کر دیتا ہی یا اُسکے مثل اس بندے سے کوئی
بدی دور کر دیتا ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر ہم تو بہت زیادتی کرینگے تو آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالی تو سب سے
زیادہ ہی یعنے اُسکی عطا و نعمت بے انتہا ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کوئی دعا جو بندہ مومن نے
مانگی ہو اُسکو خالی نہین چھوڑیگا۔ مگر یہ کہ اس کے واسطے بیان کر دیگا۔ یا یہ کہ اسکے واسطے دنیا مین تعجیل کر دی اور یا یہ کہ آخرت
مین اُسکے لئے ذخیرہ کر دیا ہی پس اُسوقت مومن کہیگا کاش کوئی ثمرہ اُسکی دعا کا دنیا مین نہ ملا ہوتا۔ (حاکم نے مستدرک مین) ۱۲
بورا۔ ھالکین جمع بائر (مفردات) اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ قوما بورا۔ قال ھلکی (در)

کمثل۱۰ اور جس دن کہ اللہ ان کافرون کو اور انکو جنھین وہ پوجتے رہے جمع کریگا پھر
فرمائیگا کہ کیا تم نے میرے ان بندون کو گمراہ کیا تھا یا وہ آپ راہ سے بھٹک گئے۔ وہ کہینگے
کہ تو پاک ہی یہ بات ہم کو زیبا ہی نہین کہ تیرے سوا دوسرے کارساز بنالین! لیکن
تو نے اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو فائدہ پہنچایا یہانتک کہ تیری یاد بھلا بیٹھے۔ اور
یہ لوگ ہلاک ہونے والے تھے۔ (اللہ فرمائیگا) یہ تو تم کو تمھاری باتو مین جھٹلا چکے اب
تم نہ (اپنے سے عذاب کو) پھیر سکتے ہو اور نہ (اپنی) مددگاری کرسکتے ہو۔ اور جو تم مین
ظلم کریگا ہم اُسکو بڑا عذاب چکھائین گے۔ اللہ تعالی قیامت مین کفار اور اُنکے معبودو نکو
جمع کریگا اور اُن فرضی معبودونکی طرف مخاطب ہوکے فرمائیگا۔ کیا تم نے میرے ان
بندون کو گمراہ کیا۔ یا وہ خود راہ بھول گئے۔ (اور مقصود اس سے یہ کہ جن کی پرستش
کی گئی تھی وہ انکار کرین اور مشرک حسرت و ندامت سے مرین جیسے نصرانیونکی ملامت کیلئے
حضرت عیسے علیہ السلام سے سوال ہوگا۔) وہ سب عرض کرینگے کہ تو پاک ہی۔ تیرا کوئی شریک
نہین۔ ہم ہون یا یہ مشرکین ہون کسی مخلوق کو یہ اختیار وقدرت نہین کہ تیرے سوا
کوئی بھی کسی کو مولے و کارساز بنائے تو خود ہماری حالات سے خوب واقف ہی لیکن
تو نے ہی اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو دنیا مین زندہ رکھا اور ہر طرحکا انپر احسان کیا۔
یہانتک کہ کمال غفلت سے نصیحت اور تیری کتابون کو بھول گئے۔ اور یہ قوم ایسی

تبہ کار تھی۔ کہ جس مین کچھ بھلائی نہ تھی۔ بعد اس کے مشرکون سے فرمائیگا کہ تمھارے معبودون نے
تمھارا قول جھٹلا دیا۔ اب تم نہ عذاب الٰہی کو پھیر سکتے ہو اور نہ اپنی مددگاری کر سکتے ہو۔ اور جس نے
تم مین ظلم یعنے شرک کیا تو ہم اسکو بہت بڑا عذاب چکھائین گے پھر جو کافرون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا کہ وہ تو کھانا کھاتے اور بازارمین پھرتے ہین تو اسکو اس قطعی
دلیل سے باطل فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ
يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ
بَصِيْرًا ۲۰ اور (اے نبی) ہم نے تم سے پہلے پیغمبر نہین بھیجے مگر یہ کہ وہ بیشک کھانا کھاتے ع ۲ ۱۱ ۱۷
تھے اور بازارون مین چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تم مین بعض کو بعض کی آزمایش (کا ذریعہ) بنایا ہے
آیا تم صبر کرتے ہو۔ اور (اے نبی) تمھارا پروردگار تو سب دیکھ رہا ہے۔ یعنی جو سنتے ہو اُس پر صبر کرو۔
کیونکہ جس کیلیے صبر کرتے ہین وہ تمھارے حال سے واقف ہے۔ حدیث[۲] مین ہے کہ آدمی اپنے سے کمتر درجہ والیکو دیکھے اور اپنے
اوپر درجہ والیکو نہ دیکھے۔ تو اُسوقت شکر ادا کریگا۔ ورنہ اللہ کے نعمتونکی ناشکری کرے گا۔

اتصبرون۔ غایۃ الجعل ای لنعلم انکم تصبرون وحث علی الصبر علی ما ابتلوا بہ قال ابو اللیث اللفظ
لفظ الاستفہام والمراد الامر یعنی اصبروا کقولہ افلا یتوبون الی اللہ ای توبوا۔ (روح) [۱] یعنے کم ہمت
اس آیت سے یہ سمجھتے ہین کہ بطور خرق عادت بھی ترک غذا ممکن نہین۔ اور نہ کسی کے لئے معجزہ وکرامت ہوسکی صحیح بخاری مین
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صوم وصال مذکور ہے اُس کے بھی شاید منکر ہون گے۔ اور کافرون کے استدراج
اور مسلمانون کے خرق عادات کو ایک کر جانتے ہین۔ ھداھم اللہ واطعمھم بطعام الروحانی۔
من لم یذق لم یدر۔ ع ذوق این مے نشناسی بخدا تا نچشی۔ [۲] صحیح بخاری۔ ۱۲۔

اب منکرین نبوت کی ایک اور جہالت بیان فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝

لا يرجون۔ والرجاء من الامل ممدود۔ يقال رجاه من باب علا ورجا، ورجاوۃ وترجاه و ارتجاه ورجاه ترجية بمعنى وقد يكون الرجو والرجاء بمعنى الخوف۔ قال الله تعالىٰ ما لكم لا ترجون لله وقارا اى لا تخافون عظمة الله (مختار)۔ لقد۔ لام جواب قسم محذوف ہے اى والله لقد استكبروا۔ استكبروا۔ استكبار۔ یعنے خود کو بزرگ مرتبہ جاننا۔ اور غرور کرنا۔ گردن کشی کرنا (غیاث)۔ حجرا۔ اخرج سعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن المنذر وابن ابى حاتم من طرق عن عطية العوفى عن ابى سعيد الخدرى ويقولون حجرا محجورا قال حراما محرما ان نبشر كما تبشر به المتقين۔ (در) اصل میں حجر معنی میں منع کے ہے اسی سبب سے کہتے ہیں کہ قاضی نے فلاں شخص کو محجور کر دیا۔ یعنے چونکہ یہ شخص مفسد تھا لہذا اُسکو منع کر دیا کہ کوئی تصرف نہ کرے۔ اور اسی معنی سے عقل کو حجر کہتے ہیں سیبویہ نے کہا کہ حجراً انھیں مصادر سے ہے کہ جن کے افعال کا ظاہر کرنا متروک ہے۔ اور محجوراً تاکید ہے۔ جس طرح کہتے ہیں موتٌ مائت وحرامٌ محرم هباء منثورا۔ اخرج سعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن المنذر وابن ابى حاتم عن على بن ابى طالب قال الهباء شعاع الشمس الذى يخرج من الكوة۔ واخرج عبد الرزاق والفريابى وابن المنذر

اور کہا اُن لوگون نے جو ہم سے ملنے کی امید نہین رکھتے کہ کیون نہ فرشتے ہم پر
اُتارے گئے۔ یا ہم اپنے پروردگار کو دیکھتے۔ یہ لوگ اپنے جی مین خود کو بزرگ
مرتبہ سمجھتے ہین۔ اور حد سے بہت تجاوز کرتے ہین جس دن فرشتون کو دیکھین گے
اُس روز کچھ بھی خوشی گنہگارون کو نہ ہوگی اور (فرشتے) کہین گے کہ (تمپر خوشی)
حرام ممنوع ہے۔ اور ہم اُن کے اعمال کی طرف جو اُنھون نے کیے تھے متوجہ ہوے
تو ہم نے اُسکو بکھری ہوی دہول بنا دی۔ جنت والے اُسدن ٹھکانہ کے اعتبار سے
خوب ہین اور خوابگاہ مین بہتر۔ منکرین نبوت کا یہ بھی ایک شبہ تھا کہ کیون فرشتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) وابن ابی حاتم عن علی بن ابی طالب قال الھباء ریح الغبار یسطع ثم یذھب فلا یبقے منہ شئ فجعل اللہ اعمالھم کذالک (د) ہبا۔ غبار۔ گرد۔ ہوا کہ روزن سے آفتاب کیطرف سے آتے۔ (غیاث) قال ابو عبیدۃ والزجاج الھباء مثل الغبار یدخل من الکوۃ مع ضوء الشمس (کبیر) یعنے ہم نے اُن کے عمل اسطرح گردئے کہ جس سے فائدہ لینا ممکن نہین جسطرح ہباء منثور کہ جس کو پکڑنا ممکن نہین۔ (فائدہ) حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن فرماکے جمیع اغیار کو مٹا دیا۔ کہا گیا کہ پہر خلق کہان ہے۔ فرمایا موجود لیکن مخلوقات کا حکم حق تعالی کے ساتھ مثل ذرات کےہے جو روزن سے آفتاب کی طرف سے آتے ہین۔ جب تم اُن کو دیکھو گے تو چڑہتے اُترتے ہین۔ لیکن جب اُن کو پکڑو تو نظر نہین آتے۔ تو یہ شہود مین موجود ہین۔ اور وجود مین مفقود (یواقیت صفحہ ۲۶)۔ لہ یہی علماء سلف سے مروی ہے اور اسی کو امام ابن جریر نے اختیار کیا ہے۔ (ابن کثیر) ۱۲

ہمارے پاس وحی لیکر نہین آتے. خواہ اسوجہ سے کہ خود کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے برابر یا بہتر سمجھتے تھے. یا شاید یہ غرض ہو کہ ملائکہ ان کو آگاہ کردین کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سچے ہین۔ یا ہم اپنے رب کو دیکھ لین۔ کہ وہ ہمکو بغیر
کسی واسطے کے جو چاہے حکم کرے. یا وہ ہمکو آگاہ کردے کہ یہ ہمارے رسول
ہین بھیر فرماتا ہے۔ کہ خود کو عظمت والا اعتقاد کیا اور ظلم کی طرف بہت بڑہ گئے
کیونکہ اپنے خبیث نفس کو اللہ کی رویت اور ہبوط ملائکہ کے لایق سمجھا۔ اور قرآنی
معجزہ کے بعد دوسرے معجزات کا طلب کرنا یہ انکا محض تکبر و عناد تھا۔ اور ان کو
حکم غیب پر ایمان لانے کا تھا۔ اور وہ رویت کے طالب ہوے تو معاینہ کے

له جس طرح دوسری آیت مین ہے۔ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ۔
اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔ یعنے کافرون نے کہا کہ ہم تو کبھی نہ مانین گے جب تک کہ ہمارے
پاس بھی اسی طرح وحی نہ آئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائی جاتی ہے۔ اللہ
خوب علیم ہے کہ وہ اپنی رسالت کو جہان چاہتا ہے مقرر کرتا ہے. سله چونکہ موسے علیہ السلام نے بھی
شوقِ دیدارِ الٰہی مین رویت کا سوال کیا تھا اس لیے ان کو مشکل نہین فرمایا۔ برخلاف ان
کافرون کی (کہ یہ خدا کے ملاقات کی امید ہی نہین رکھتے تھے جس طرح ابتدائے آیت مین
فرمایا) کہ ان کا سوال محض عناد و تعنت سے تھا اس لیے ان کے لئے فرمایا کہ کیا بڑا غرور
ان لوگون کو ہے اور کس قدر حد سے تجاوز کر گئے ہین۔ ۱۲

بعد ایمانِ بالغیب کہان رہتا ہی۔ اور ملائکہ کا نزول بطورِ وحی تو ہو نہین سکتا
ہان یہ فرشتون کو دیکہین گے۔ اور جس روز (یعنے وقتِ موت اور وقتِ
قیامت) دیکہین گے تو ان کو کسی طرح کی خوشی نہ ہو گی اور ملائکہ کافرون سے
کہین گے کہ آج فلاح و خوبی تمھارے لئے حرام ہے۔ برخلاف مومنون کے کہ انکو
بشارت ہو گی[۱] پھر کافرون کے اعمالِ صالحہ کو ہبار منثور (یعنے ذراتِ پریشان)
سے تشبیہ دی۔ کیونکہ عمل کے لئے ایمان شرط ہے۔ اور جس عمل کے ساتھ ایمان
نہین گو صورۃً عمل ہے لیکن حقیقت مین بیکار ہے۔ اسی طرح ان ذراتِ پریشان کو
جمع کرنے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ بعد بیانِ اہلِ دوزخ جنت والون کا
حال بیان فرمایا کہ اُس دن اہلِ جنت ہر طرح سے آرام مین رہین گے۔ پھر نزولِ
ملائکہ جو قیامت کے دن ہو گا اور اُس دن جو جو واقعات ہون گے بیان فرماتا
ہے۔ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ[۲] وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ

تَشَقَّقُ — پھٹ جائیگا | وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ — کی یعنے ہم فرشتون کو اوتارینگے ہین ساتھ دونون کے جمع متکلم ہے ۱۲ | نافع و مکی و شامی ساتھ تشدیدین کے۔

[۱] چنانچہ فرمایا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے مومنون پر فرشتے اترین گے (اور کہین گے) کہ تم خوف کرو اور نہ حزن۔ اور تم کو جنت کی بشارت ہے جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ [۲] یہ کلام کافرون کی اُسی استدعا پر مبنی ہے جو فرشتون کے نزول کے متعلق ہے۔ بالغمام۔ یہ بار سببیہ ہے یعنے شگاف آسمان بسبب غمام کے ہو گا۔ یعنے غمام کے طلوع ہونے سے آسمان شق ہو جائے گا۔ جس طرح اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ہے۔ یا یہ کہ شگاف ہونا بحالت لگاؤ غمام کے ہے۔ ۱۲

يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ اور جس دن کہ آسمان بدلی کے ساتھ پھٹ جائیگا اور فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے۔ اُس دن کی حقیقی بادشاہی رحمٰن کی ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر سخت ہوگا۔ اور جس دن کہ ظالم اپنے دونوں ہاتھ (حسرت سے) کاٹے گا کہتا ہوگا کہ اے کاش میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔ اے میری خرابی کاش میں نے فلانے کو دلی دوست نہ بنایا ہوتا بے شک اس نے مجھے قرآن (پر عمل کرنے) سے بہکا دیا بعد اس کے کہ وہ

الحق۔ زجاج نے کہا کہ الحق صفت ملک کی ہے اور تقدیر اسطرح ہے الملك الحق يومئذ للرحمٰن۔ اور حق کے یہ معنی کہ وہ ملک نہ زائل ہوگا اور نہ متغیر (کبیر) یقول۔ فاعل یعض سے حال ہے۔ الشیطان۔ اس سے دوست مضل مراد ہے۔ یا ابلیس ہے کہ اس نے اس دوست کو گمراہ کرنے پر آمادہ کیا یا جنس ہے جس میں جن وانس دونوں داخل ہیں۔ وکان الشیطن۔ احتمال ہے کہ یہ کلام ظالم ہے یا کلام الٰہی (کبیر) خذولا۔ الخذل خذله يخذله بالضم خذلانا بكسر الخاء ترك عونه ونصره (مختار) الخذل فروگذاشتن وخوار کردن ویاری نہ دادن۔ (منتخب) ۱۲۔

پارہ ۱۹

میرے پاس آچکا تھا اور شیطان انسان کا رسوا کر ڈالنے والا ہی۔ قیامت کے
دن آسمان ساتھ ابر کے پھٹ جائیگا۔ اور اُس دن کی بادشاہت جس کو
کہ زوال نہین ہی خدا کے لئے صورۃً و معنےً ہوگی۔ اور کافرون پر وہ دن بھاری
ہوگا نہ مسلمانون پر چنانچہ فرمایا لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ الآیہ۔ اور اُس دن ہر
ایک ظالم پشیمانی سے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور بار بار کہیگا لے وائے حسرت کاش کہ
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اختیار کی ہوتی۔ تو آج اس بلا
سے نجات ملتی۔ واویلا کاش کہ مین فلان کو (یعنے جن کی محبت یا اغواسے
گمراہ ہوا) دوست نہ بناتا بے شک اُس نے مجھے قرآن سے بہکا دیا بعد اسکے
کہ وہ میرے پاس آگیا تھا۔ اور شیطان (خواہ جن ہو یا انسان) انسان
کو رسوا اور خراب کرنے والا ہے۔ اُس آیت سے بُری صحبت کو ترک کرنا بطور

ف امام احمدؒ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عرض کیا گیا کہ
یارسول اللہ یہ دن کس قدر بڑا ہوگا جسکی مقدار پچاس برس کی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اُس کی جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ وہ مومن پر
خفیف کردیا جاوے گا یہان تک کہ مومن پر اس سے بہی زیادہ ہلکا ہوگا جتنی دیر مین وہ دنیا
مین فرض نماز پڑہتا تھا۔ (ابن کثیر) ۱۲

اشارہ معلوم ہوتا ہے اور احادیث میں صریح طور پر ہے مالک بن دینار نے فرمایا کہ اچھونکے ساتھ پتھر اوٹھانا بُرون کے ساتھ نعمتیں کھانے سے بہتر ہے مولانا فرماتے ہین ؎

یار بد جانے ستاند از سلیم	یار بد آرد سوے نار مقیم

جب کافرون کے اعتراضات کثرت سے ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خداوند عالم سے اسطرح شکایت کی وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا اور رسول نے کہا اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تو مشرکین اسطرح غل مچاتے کہ نہ خود قرآن سنتے اور نہ دوسرونکو قرآن سننے دیتے یہی قرآن کا چھوڑنا تھا اور ترک کے درجے ہین (۱) قرآن کو کلام الٰہی غیر مخلوق نہ سمجھنا۔ (۲) اسکے معانی سمجھنے مین غور و فکر نہ کرنا (۳) اس کے احکام بجا نہ لانا (۴) اسکی تلاوت نہ کرکے اشعار و قصہ خوانی مین مصروف ہونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین دو چیزین چھوڑ جاتا ہون (۱) قرآن

ؔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم مین سے ہر شخص دیکھ لیا کرے کہ وہ کسکو دوست بناتا ہے (ابوداؤد و ترمذی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سوائے مومن کے کسی سے دوستی نہ کر۔ اور تیرا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی نہ کھائے (ابوداؤد و ترمذی) ؔ چنانچہ فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ الآیہ (ابن کثیر) ؔ ترمذی و امام احمد (صواعق محرقہ) ۱۲ —

(۲) میری اہلِ بیت فقیر عرض کرتا ہی آجکل لوگ اخبار (جسمین غیبت اور فضول باتین ہوتی مین اور ناول اور قصے کہانیون مین اسطرح مبتلا ہین کہ قرآن پڑہنے کی اُنھین فرصت نہین تو تفسیر کیا دیکھینگے -

لہ خصوص اخبار کرزن گزٹ - کہ جسکا اڈیٹر انکار شہادت امام حسین سے اپنا اعمال نامہ سیاہ کر رہا ہی - اُن موذیون نے امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرکے اپنا منہ کالا کیا - اور یہ موذی شہادت کا انکار کرکے خسر الدنیا والآخرہ ہو رہا ہی صحیح بخاری وترمذی ومسند امام احمد وغیرہ مین امام کی شہادت کے روایات کثرت سے موجود ہین تواتر سے اسکا ثبوت ہو چکا - تاریخ کامل کے سوا بہت سے تاریخ اس شہادت کی شہادت دیرہی ہین - پہر اس منکر کو سوا خارجی ہونیکے اور کیا کہا جاوے - مرزا صاحب پہلے اس کا تو ثبوت دے لین کہ یہ اپنی باپ کے بیٹے ہین اور کس قدر مرد اس واقعہ کے شاہد ہین اُن کے نام بہی تحریر کرین - صرف عورتونکی شہادت سے اپنی نسب صحیح ہونیکا زعم - اور اس قدر روایات پر امام کی شہادت سے انکار - بات صرف اتنی ہے کہ مرزا صاحب نے مقدمہ تفسیر القرآن مین اپنی ایمان کا خاتمہ کر دیا ہی - قرآن مین تحریف کی ہی - وحی ومعجزہ سے انکار کیا ہی - اگر امام کی شہادت سے انکار کیا تو کوئی انوکھی بات نہین - لیکن اس اخبار کے خریدنے والے اسکی اشاعت ومعاونت مین ضرور شریک ہین اور روزِ قیامت اُن سے بہی باز پرس ہوگی - وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (یعنی گناہ وظلم پر مدد نہ کرو) خدا کی کلام کو فراموش نہ کرنا چاہیے - کیونکہ جب کوئی بری کام کی اشاعت ہو تو کم سے کم آدمی اُس کو برا تو کہے - چنانچہ گوسالہ کی پرستش کے وقت جن لوگون نے سکوت کیا تھا اُن پر بہی عتاب الٰہی ہوا - دوسرا اخبار الحکم ہی کہ جس مین قادیانی نے لکھا "امام حسین کی شہادت سے بڑہکر عبد اللطیف (قادیانی جو علماء افغانستان کے حکم سے قتل کیا گیا) کی شہادت ہی - کہ جس کا تعلق شدید بوجہ استقامت سبقت لیگیا تہا" (نمبر ۳ جلد ۹ صفحہ ۵) اسنے اپنی ناپاک مرید کو اُس پاک ذات پر جو بضعۂ رسول وراکب دوش مصطفوی ہی بڑہایا ہی - انکار شہادت تو نہین لیکن ایسی شہادت کہ جو اُس کے مرید کی شہادت سے بہی گہٹی ہوئی ہی جو سردار جوانانِ اہل بہشت ہو وہ مرزا کے مرید کی برابری نہ کرے - جب مرزا اپنے منہ مثیل خدا بنا اس لئے اُس کے مرید خاص صحابہ سے بہی افضل ہوے - دونون مرزاؤن نے یزید پلید کی خوب اتباع کی - خدا چاہیگا تو اس کا انتقام دنیا وآخرت مین خود ہی لیگا ۱۲

مرزا حیرت

مرزا قادیانی

جب حضرت نے شکایت کی تو خداوند عالم نے اسطرح تسلی دی وَكَذٰلِكَ 25
جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا ○
اور ہم نے اسی طرح گنہگارون مین ہر نبی کے دشمن بنا دئے ہین۔ اور (اے
نبی) تمھارا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔ یعنے جس طرح
رُسُل گذشتہ کے دشمن ہوئے اور انھون نے صبر کیا تم بھی صبر کرو۔ اور تمھارا
پروردگار راہ راست بتانے اور مدد کرنے کو کافی ہے یعنے تمھاری اور تمھارے
متبعین کی دنیا وآخرت مین مدد کریگا پھر کافرون کا ایک اور شبہ بیان فرماتا ہے
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ 25
لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ○ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ 25
بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ○ اور کافرون نے کہا آن (محمد) پر ایک بار قرآن
سب کیون نہ اتارا گیا اسی طرح (ہمنے متفرق اتارا) تاکہ ہم اس سے تمھارے
دل کو ثابت رکھین اور ہم نے ٹہر ٹہر کر پڑہا۔ اور وہ لوگ تمھارے پاس کوئی مثال

ترتیلا۔ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویه عن ابن عباس قال لنشدد به فؤادك ونربط على قلبك ورتلناه ترتيلا قال رسلناه ترسيلا يقول شيئا بعد شيء ولا يأتونك بمثل يقول لو انزلنا عليك القرآن جملة واحدة ثم سالوك لم يكن عندك ما تجيب ولكنا نمسك عليك فاذا سالوك اجبت (در)

(یعنے اعتراض) نہین لاتے مگر یہ کہ ہم تمھارے پاس (مقابلہ مین اس کے)

واقعی جواب اور بہتر بیان لے آتے ہین یعنے جس طرح ایک دفعہ توریت حضرت موسےٰ علیہ السلام اور انجیل حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر اُتری اسی طرح قرآن ایک دفعہ کیون نہین اُترا تو اس کا جواب اللہ تعالےٰ اس طرح دیتا ہے کہ ہم نے تھوڑا تھوڑا اس لئے اُتارا تا اس مین تمھارے دل کو مطمئن و متحمل کر دین۔ اور انھون نے جب قرآن یا رسول کو عیب لگایا تو ہم نے جبریل کو وحی حق کے ساتھ نازل کیا اور حق بات کو صاف ظاہر کر دیا۔" اس کے علاوہ قرآن سے علم و عمل دونون مقصود تھے۔ تو بتدریج اُترنے مین ہر ایک شخص حفظ کر لیتا۔ اور تھوڑی تھوڑی پر عمل بھی کرنا آسان ہوتا جاتا تھا۔ لیکن کافر قلوب کے اوندھے اچھی بات پر بھی عیب لگاتے تھے۔ اُن کا حشر بھی اُسی قبیح صورت پر ہوگا جس طرح فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ

سَبِيْلًا ؏ جو لوگ (قیامت کے دن) اپنے چہرون کے بل جہنم کی طرف جمع کئے جائین گے یہی لوگ ٹھکانہ کی وجہ سے بدتر اور زیادہ گمراہ ہین۔ چونکہ کفار طبیعت کے بندے جانبِ زمین و پستی مائل اور محسوسات و مادیات کی طرف راغب تھے اسی لحاظ سے قیامت مین بھی اُن کا رُخ اُسی پستی کی طرف رہیگا

حضرت تعریف آرام جمعہ

اب بعضے نبیون کے اعدا کا حال مجمل طور سے بیان فرماتا ہے کہ وہ کس طرح برباد کئے گئے۔ جس سے کفار مکہ کو خوف ہو اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہو۔ اور کلام کو رنگ برنگ کرنے سے تفریح اذہان بھی ہو۔ **قصہ اول موسے** علیہ السلام کا۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۚ اور بے شک ہم نے موسے کو کتاب (یعنے توریت) عنایت کی اور ہم نے ان کے ساتہ انکے بھائی ہارون کو وزیر بنا دیا۔ پھر ہم نے کہا تم دونوں ان لوگون کی طرف جاؤ جنہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے انھین بالکل ہلاک کر دیا۔ اگلے زمانہ مین ایک ہی وقت مین کئی پیغمبر ہوتے تھے۔ اور ایک دوسرے کی وزارت بھی کرتے تھے۔ چنانچہ یہان حضرت ہارون حضرت موسے علیہما السلام کے وزیر ہوکر انھین کے ہمراہ فرعونیون کے پاس گئے۔ جب وہ راہ راست نہ آئے اور ان دونون کو جھٹلایا تو غرق کر دئے گئے **قصہ دوم** وَقَوْمَ نُوحٍ

تدمیرا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال اھلکناھم بالعذاب (در)۔ الدمار الھلاک۔ یقال دمّر اللہ تدمیرا ودمر علیہ بمعنےٰ (مختار) قوم۔ اغرقنا کا مفعول ہے فعل شرط تفسیر محذوف ہے۔ اور اسکی ضمیر اس کے قائم مقام ہے۔ اسیطرح دوسرے مفعول آئندہ!!

لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۚ اور نوح کی قوم کو کہ جب انھون نے پیغمبرون کو جھٹلایا ہم نے اُن کو ڈبو دیا اور انھین لوگون کے لئے نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ظالمون کیلئے درد دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یعنے آسمان سے پانی برسا اور زمین سے بھی پانی نکلا۔ تمام کفار اور اُن کے مکانات سب ڈوب گئے۔ یہ دنیوی عذاب تھا۔ اس کے سوا آخرت کا عذاب دردناک بھی اُن کے لئے تیار ہے۔ **قصہ سوم وچہارم وپنجم** وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۔ اور عاد اور ثمود اور کنوین والون کو اور اُن کے درمیان بہت سی امتون کو (ہلاک کیا) ثمود یعنے صالح علیہ السلام کی قوم کہ ایک سخت آواز سے ہلاک ہوگئی۔ اور اصحاب الرس کے معنی مین اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ قوم شعیب تھی اور بعض نے کہا کوئی اور تھی۔ غرض جب اس قوم نے تکذیب کی اور اپنے نبی کا کہا نہ مانا۔ ایکدن وہ اپنے کنوین کے گرد جمع تھے یکایک وہ

ثَمُوْدَا۟ سب قراء سوائے حفص وحمزہ کے تنوین سے پڑھتے ہین۔

الرس۔ اخرج ابن جریر عن ابن عباس قال الرس قریۃ من ثمود (در) الرس البیر المطویۃ بالحجارۃ۔ والرس ایضا اسم بئر کانت لبقیۃ من ثمود (مختار) قرونا۔ یعنی اہل قرون۔ حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ قرن سو برس کا ہوتا ہے۔ اخرجہ ابن ابی حاتم وابن جریر (در) اور ایک زمانہ کی جماعت کو بھی قرن کہتے ہین۔ ۱۲

کنوان اسطرح گرا کہ کفار اور ان کے گھر وغیرہ سب زمین کے نیچے دب گئے۔
اور بعض نے کہا کہ یہ اصحاب[1] اخدود ہین۔ اور ہم نے ان امتون کے درمیان مین
بہت سے لوگون کو ہلاک کیا۔ لیکن یہ ہلاک کرنا بعد انذار و تفہیم اور انکے شبہات
دور کرنے کا تھا جسطرح فرماتا ہے وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا
اور ہر ایک کے لئے ہم نے مثالین بیان کی۔ اور سبکو ہم نے پوری طور سے ہلاک کر ڈالا
پھر اللہ تعالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافرون کو آگاہ فرماتا ہے۔
وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا
بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝ اور بے شک (کفار مکہ) اُس بستی پر ہو آئے
ہین جس پر بُری بارش برسائی گئی تھی۔ تو کیا انھون نے اُسے دیکھا نہ تھا بلکہ
یہ لوگ جی اُٹھنے کی امید ہی نہین رکھتے۔ یہ حضرت[2] لوط علیہ السلام کی بستی کی جانب
اشارہ ہے کہ قریش شام و فارس کی طرف آتے جاتے اس بستی پر گذرا کرتے
تھے۔ جن لوگون پر پتھر کی بُری بارش ہوئی تھی۔ تو جس طرح وہ لوگ رسول کی

---

[1] ابن جریر نے اُسی کو اختیار کیا۔ جس کا ذکر سورۂ بروج مین آئے گا۔ تتبیرا۔ التبار بالفتح الهلاك۔ وتبره تتبيرا كسره واهلكه (مختار) [2] اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال هی سدوم قرية قوم لوط التى امطرت مطر السوء قال الحجارة (در) ۱۲

نافرمانی سے برباد ہوئے کہیں یہ بھی ہلاک نہ ہوں۔ لیکن وہ کس طرح عبرت لیتے
کیونکہ وہ حشر و نشر کے قائل نہ تھے پھر کافر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے اُس کو بیان فرماتا ہے۔ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ
إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۝ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا
لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ
أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ اور (اے نبی) جب تمہیں وہ دیکھتے ہیں تو تم سے مسخراپن ہی
کرتے ہیں۔ کیا یہی وہ شخص ہے جسے اللہ رسول بنا کر بھیجا ہی۔ بے شک قریب تھا
کہ یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے بھکا دے اگر ہم اپنے ثابت قدم نہ رہتے (اللہ
تعالے فرماتا ہی) اور یہ لوگ عنقریب جان لیں گے جس وقت یہ عذاب دیکھیں گے
کہ کون زیادہ گمراہ ہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مکارم اخلاق تھے
علاوہ یہ کہ ایسے ایسے معجزات بھی دکھلائے اس پر بھی احمق کافر آپ سے دل لگی
اور ٹھٹول کیا کرتے تھے۔ خداوند عالم جواب میں فرماتا ہے کہ جب یہ عذاب
دیکھیں گے جان لیں گے کہ کون گمراہ ہے۔ مسلمان یا یہ لوگ پھر اللہ تعالے
کافروں کی مذمت کرتا ہے أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۖ أَفَأَنْتَ

هُزُوًا۔ سب قرا سوائے حفص کے ساتھ ہمزہ کے موضع واؤ ہیں۔ اور حمزہ ساتھ سکون زا کے بھی۔

صبرنا۔ قال ابن جریج ثبتنا (ابن جریر) اِلٰهَه مفعول ثانی ہے لیکن اول پر اس لئے مقدم ہوا کہ اسی پر امر تعجب مبنی ہے۔ اسی لئے اُسی کا زیادہ خیال رکھا گیا (روح) ۱۲۔

تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۙ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَعْقِلُوْنَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلًا اور (اے نبی) کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا ہے۔ پس کیا تم اُس پر ذمہ دار ہوسکتے ہو۔ (ہرگز نہین) کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان مین کے اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہین (ہرگز نہین) یہ تو بالکل مثل چوپایون کے ہین بلکہ یہ (ان سے بھی) زیادہ گمراہ ہین۔ مشرک[1] ایک پتھر کو پوجتے جب اُس سے دوسرا بہتر نظر آتا تو پہلے کی پرستش چھوڑ کر اسی کی پوجا کرتے۔ اللہ تعالے آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ جنھون نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہو تم اُنکے کس طرح ذمہ دار ہون گے۔ اور اُنھین دائرۂ ایمان مین داخل کرینگے ہان تمھارے ذمہ تبلیغ رسالت ہے جس کو تم نے ادا کیا تمھاری سعی مشکور ہے (**فائدہ**) جو شخص خلافِ شرع خواہش کے موافق کوئی کام کرے اُس کو بھی اس وعید سے ڈرنا چاہیے۔ صحیح حدیث مین ہے لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ یعنے تم مین سے کوئی شخص مسلمان نہوگا جب تک کہ اُسکی خواہش تابع اُس چیز کی ہو جائے جو مین لایا ہون۔ پھر

[1] ابن ابی حاتم و ابن مردویہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما (در)۔ ۱۲

تحسب نافع و مکی و بصری کسائی ساتھ سین کے۔

مالفصل عن الحروف ولا الوقف

فرمایا کافر چوپایون سے بھی زیادہ گمراہ ہین - کیونکہ جانور جس لئے
پیدا ہوے اُس مین مصروف ہین - برخلاف ان لوگون کے کہ یہ توحید و عبادت
کے لئے پیدا ہو کر شرک و نافرمانی کر رہے ہین - اور بعض جانور اپنے مالک
کو پہچانتے اور اُسکی اطاعت کرتے ہین - اور یہ اپنے مالک سے بھی روگردان
ہین - (فائدہ) فرشتون کی خلقت مین صرف عقل ہے - اور جانور وغیرہ
مین صرف شہوت ہے - اور انسان عقل و شہوت دونون سے مرکب ہے
پس جسکی شہوت عقل پر غالب آئی وہ جانورون سے بدتر ہوا کیونکہ یہ اپنی
عقل مغلوب اور خواہشِ غالب کے ساتھ اُس درکِ اسفل مین پہونچ جاتا

در بیان عقل وشہوت

... کی عقل خواہش . أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا
پر غالب ہوئی وہ فرشتون کے مقام مین بلکہ ان سے بھی آگے ہو گیا بعد
بیانِ جہالت کفار دلائل وحدانیت بیان فرماتا ہے پہلی دلیل سایہ کی
حالت کے لحاظ سے - اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ج وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ

مدالظل - بعض نے کہا کہ جس وقت آفتاب افقِ مشرق سے برآمد ہوتا ہے تو ہر شئے کا سایہ بہت
لمبا پڑتا ہے پھر جون جون سورج چڑھتا جاتا ہے وون وون اس کے مقابل سایہ گھٹتا جاتا
ہے یہان تک کہ ٹھیک دوپہر کو ہر شئے کا سایہ اُسکی جڑ مین آلگتا ہے پھر آفتاب کے مقابل
دوسری جانب بڑھتا رہتا ہے حتے کہ بڑھتے بڑھتے شام کے وقت بالکل ناپید ہو جاتا ہے -

سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۙ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝ ع ۱۰

46. ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا

کو بڑھایا اور اگر وہ چاہتا تو بے شک اُسکو ساکن کر دیتا۔ پھر ہم نے اُس (سایہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹۹) قال فی المصطلحات الظل هو الوجود الاضافی الظاهر بتعينات الاعيان
الممكنة واحكامها التی هی معدومات ظهرت باسمه النور الذی هو الوجود الخارجی المنسوب اليها
فيستر ظلمة عدميتها النور الظاهر بصورها صار ظلا لظهور الظل بالنور وعدميته فی نفسه
قال الله تعالی الم تر الی ربك كيف مد الظل ای بسط الوجود الاضافی علی الممكنات فالظلمة
بازاء هذا النور هو العدم وكل ظلمة فهی عبارة عن عدم النور عما من شانه ان يتنور به قال
الله تعالی الله ولی الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الی النور الاية والكامل المتحقق بالحضرة الواحدية
والسلطان ظل الله ای ظل الحقيقة الالهية الجامعة وهی بعين الانسان الكامل الذی صورته
السلطان الاعظم الظاهر ای فی الجامعية والاحاطة۔ (روح البیان) عرائس میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
نورِ فعل کی شان اپنے بندوں کے دل پر بمقدار اسکی تربیت کے ظاہر فرماتا ہے اور یہی ظل ہے۔ پھر جب اسرار کی
بینائی اس ظلالِ فعل کے ساتھ مستقیم ہو جاتی ہے تو انوارِ صفات کا طلوع ہوتا ہے پھر جب انوارِ صفات سے
قوت ہوتی تو اس پر آفتابِ ذات کا طلوع ہوتا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سب سے اعلیٰ و برتر ہے
اور آپ کے لئے یہ خصوصیت ہے کہ اول حال میں مشاہدۂ ذات سے خصوصیت پائی جسطرح فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی
رَبِّكَ پھر صفات کا ظہور کیا پھر آپ کو دیدارِ فعل کی طرف كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ فرما کے متوجہ فرمایا۔ اور سب کو
دیدارِ فعل کا خطاب کیا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا اور حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدارِ ذات کا خطاب فرمایا الخ۔

بیانِ سبحان

اپنی طرف بآسانی کھینچ لیا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ وہ سایہ ہی کہ طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک رہتا ہی۔ اور اگر خدا چاہتا تو اسی طرح ہمیشہ رہتا پھر طلوعِ شمس کو اُس کے لئے دلیل بنایا (یعنے اگر آفتاب طلوع نہ ہوتا تو سایہ کی معرفت نہ ہوتی کیونکہ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے) پھر ہم نے اُس سایہ کو اپنی طرف جلدی سے کھینچ لیا"۔ صوفیہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر لِسے علےٰ مرتبہ اور قربِ خاص ہی کہ آپ سے فرماتا ہی کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کی طرف نہین دیکھا۔ موسےٰ علیہ السلام نے رویت طلب کی اَرِنِی کہا۔ تو جواب نفی لَنْ تَرَانِیْ ملا۔ مولانا روم سایہ سے مراد سایۂ اولیا (انبیاو[۲]) لیتے ہین اور نورِ آفتابِ ہدایت اُسکی دلیل ہے۔ ؎

کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ نقشِ اولیاست	کاو دلیل نورِ خورشید خداست
اندرین وادی مرو بے این دلیل	لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن گو چون خلیل[علیہ السلام]

[۱] عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم اور حاکم مع تصحیح اور بیہقی اپنی سنن مین (در)

[۲] اور اُن کے قبض سے مراد اُن کا انتقال فرمانا ہی۔ حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی اس علم کو تم سے کھینچ نہ لیگا بلکہ اس علم کو اسطرح قبض فرمائیگا کہ علما کو قبض کرلیگا یعنے آہستہ آہستہ عالم اُٹھتے جاوینگے پھر جب اللہ تعالےٰ قریب قیامت کے سب کو قبض کرلیگا تو کوئی عالم نہ رہیگا۔ پس لوگ اپنے سردار جاہل کو بناوینگے وہ انکو فتوی دینگے۔ پس خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ کرینگے ۱۲۔

رو ۔ ز سایہ آفتابے را بیاب	دامنِ شہ شمس تبریزی بتاب

دوسری دلیل وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝ اور وہی ہے جس نے رات کو تمھارے لیے چھپانے والا بنایا اور نیند کو آرام اور دن کو (تمھارے کام کرنے کو) نکلنے کے لیے بنایا اسی سے آدمی عبرت لے کہ جس طرح سو جاتے ہین اسی طرح مر جائین گے اور جس طرح خواب سے اُٹھتے ہین اسی طرح قیامت مین اُٹھائے جائین گے

تیسری دلیل ۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً طَهُوْرًا ۝ لِّنُحْيِۦ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ اور وہی ہے جس نے اپنی (بارانِ) رحمت سے پہلے ہواؤن کو خوشخبری دینے کے لیے بھیجا ۔ اور ہم نے آسمان سے پاک کرنیوالا پانی برسایا تاکہ ہم اُس سے مردہ شہر کو زندہ کرین اور اُسے اپنی مخلوقات مین سے

اَلرِّیحَ مکی ساتھ افراد کے

لِیَذْکُرُوْا حمزہ و کسائی تخفیف مجرد سے

نُشُرًا نافع و مکی و بصری ساتھ نون مضموم اور شین مضموم کے ۱۲۔

نَشْرًا شامی ساتھ سکون شین کے

نَشْرًا حمزہ و کسائی ساتھ فتح نون کے ۱۲

سباتا ۔ السبات النوم واصلہ الراحۃ وبابہ نصر (مختار) بُشرًا ۔ عاصم شین مضموم کو تخفیف کے لیے ساکن کرتے ہین جمع بشور بمعنی مبشر کے ہے ۔ یعنے مبشرات ۔ اور جن قاریون نے ساتھ نون اور شین مضموم کے پڑھا ہے جمع نشور ہے جیسے رسول اور رسل یعنے ناشرات ۔ یعنے جمع کرنیوالی ہوائین ۔ اور شامی تخفیف کے لیے ساتھ سکونِ شین کے ۔ اور جنھون نے سکونِ شین سے پڑھا ہے مصدر ہے ۱۲

بہت سے چوپایوں اور انسانوں کو پلاتے ہین۔ اور بے شک ہم نے اُس
(پانی) کو اُن کے درمیان مین طرح طرح سے پھیرتا کہ یہ نصیحت حاصل کرین
پھر (بھی) اکثر لوگون نے سوا ناشکری کے نہ مانا۔ ابن عباسؓ[1] نے فرمایا کہ
کوئی سال بہ نسبت دوسرے سال کے زیادہ مینہ والا نہین ہوتا۔ لیکن اللہ
پھیرتا ہے جہان چاہتا ہے پھر یہ آیت ولقد صرفنٰہ پڑھی" یعنے بسا اوقات
ابر ایک زمین پر سے گذرتا ہوا جاتا ہے۔ پھر دوسری زمین پر جاکر برستا ہے۔
جب قوم کی کفرانِ نعمت اور ناشکری کا بیان ہوا تو اب نبی صلے اللہ علیہ و
51 سلم کو اسی دعوتِ اسلام پر مداومت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ وَلَوْ شِئْنَا
52 لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ
جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ اور اگر ہم چاہتے تو البتہ ہر بستی مین ڈرانے والا بھیجدیتے۔
(لیکن ہم نے ایسا نہین کیا) پس (اے نبی) کافرونکی اطاعت نہ کرو اور اس
(قرآن) کے ذریعہ سے ان کے ساتھ بڑا مجاہدہ کرو۔ یعنے اے نبی اگر ہم چاہتے تو

[1] عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور حاکم مع تصحیح اور بیہقی اپنی سنن مین (در) [2] فلا تطع - یہ بھی اُس قبیل سے ہے جس طرح متحرک سے کہا جائے کہ نہ ساکن ہو نہ اسطرح سے کہ ساکن سے کہین کہ نہ ساکن ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طرفۃ العین بھی طاعتِ الٰہی سے غافل نہین ہوتے تھے۔ [3] ابن عباس۔ (در)

تمہارے کمالِ دعوت کو اصناف واشخاص پر متفرق کر دیتے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ تم کو تمام روئے زمین کا ایک نذیر بنایا تا تمہاری عظمت وجلال ظاہر ہو اور تمہارے کثرتِ مجاہدات کے باعث تمہارا مقام بھی سب سے اعلیٰ ہو۔ دلیل

25- جہارم وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ اور وہی ہے جس نے دو دریا کو

ملا دیا یہ میٹھا پیاس بجھانے والا ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے اور ان دونوں کے درمیان میں ایک آڑ اور حدِ فاصل کر دیا۔ یعنے شیرین اور کھاری دونوں مل نہیں جاتے باوجودیکہ پانی میں بالطبع سیلان ہے۔ چنانچہ بعض سمندر شور ہیں[له]

مرج۔ اصل المرج الخلط۔ ومنه قول الله فی امر مریج ای مختلط عن ابن عباس یعنے انه خلع احدهما علی الارض فلیس یفسد العذب الملح ولیس یفسد الملح العذب (ابن جریر)

له فقیر نے سفر کربلا میں دیکھا کہ سمندر شور کے ساتھ ہی فراتِ شیرین ہے۔ اور آپس میں یعنی نوکنی حد ملی ہوئی ہے۔ لیکن قدرتِ الٰہی ہے کہ شیرین اور کھاری دونوں خلط نہیں ہوتے۔ لیکن ابن کثیر کہتے ہیں کہ دو دریا سے مراد دو قسم کا پانی ہے۔ میٹھا اور کھاری۔ میٹھا تو یہی سمندر ہے جو لوگوں میں جاری ہے۔ اور بعض باولیاں اور چشمے ہیں۔ اور شور سمندر جو مشہور ہیں اور وہ ساکن ہیں۔ اور اسمیں جزر و مد یعنے جوار بھاٹا ہوتا ہے۔ (جزر جس کا ہندی ترجمہ جوار ہے یعنے گھٹ جانا پانی کا۔ اور مد جس کا ہندی ترجمہ بھاٹا ہے یعنے سمندر کے پانی کا بڑھ جانا) تو اللہ تعالیٰ نے اسمیں برزخ یعنے خشکیِ زمین کو آڑ کر دیا۔ اور زمین درمیان میں ہے کہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہیں

اور شیرین سے انکی سرحد بالکل ملی ہوئی ہے باوجود اس کے ہرایک اپنے حال پر ہے۔ اور کبھی ایک کنوین کے اندر ایک جانب شیرین اور دوسری جانب شور و تلخ ہے۔

دلیل پنجم وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهۡرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیۡرًا ۝ اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا پھر اس کیلیے نسب اور سسرال بنائی۔ اور (اے نبی) تمھارا رب قدرت والا ہے۔ یعنے انسان کو نطفہ سے (جو بہت ہی ادنے درجہ کی حالت ہے) پیدا کرتا ہے۔ یعنے ابتدا امر مین صرف صاحبِ نسب ہوتا ہے۔ پھر جہان اُسکا بیاہ ہوا کہ اُس کے صہر[۱] (یعنے سسرال کے لوگ) پیدا ہوتے ہین۔ انسان ابتدا مین کچھ نہ تھا اب کسی کا بیٹا یا بیٹی اور کسی کا داماد یا بہو ہے۔ یہ جو کچھ ہوا اُسکی قدرت سے ہوا۔ لیکن کافر ایسے قادر کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰۴) مانع اور حدِ فاصل ہے۔ چنانچہ فرمایا مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ ۝ بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ ۝ مگر ابن جریر اس معنے کو پسند نہین کرتے۔ اور کہتے ہین کہ "اسمین مرج و اختلاط نہین ہے اور ہم نے پہلے ثابت کر دیا ہے کہ کلام عرب مین مرج کے معنے اختلاط کے ہین"۔ اشارہ ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اُس کے اندر دو دریا آملے ہین ایک قوے ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت شیرین اور خوشگوار ہے اور دوسرا قوے حیوانیہ کا جو تلخ ہے اُن دونون کے درمیان حدِ فاصل عقل کامل ہے۔ [۱] ازہری نے کہا کہ جورو کے قرابتی مرد کے اصہار ہین۔ اور شوہر کے قرابتی جورو کے اصہار ہین۔ ۱۲

چھوڑکر انکی عبادت کرتے ہین کہ جن مین نفع وضرر کی کچھ قدرت نہین جس طرح
فرماتا ہے۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۚ وَ
كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝ اور وہ اللہ کے سوا اُسکی پوجا کرتے ہین جو
نہ انھین نفع دے اور نہ نقصان۔ اور کافر اپنے پروردگار (کی مخالفت) پر
مدد دینے والا ہے۔ لیکن آخر کار اللہ کا گروہ ہی غالب رہے گا۔ اور کس طرح
اپنے مصالح دینی و دنیوی سے منہ پھراتے ہین۔ اور وہ تو کافرون کے ہر طرح خیر
خواہ ہین اور اپنی اس محنت شاقہ پر اجرت بھی طلب نہین کرتے جس طرح فرماتا ہے
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ اور (اے نبی) ہم نے تمھین
صرف بشارت دینے اور ڈرانے کو بھیجا ہے۔ کہدو کہ مین اس (تبلیغ قرآن)
پر تم سے کچھ اجرت نہین مانگتا لیکن جو اپنے پروردگار کی طرف راہ اختیار کرنا
چاہے (وہ اللہ کی راہ مین خرچ کرکے اختیار کرے) یعنے طاعت پر بشارت دو

ظهيرا۔ ظهر على فلان غلبه و بابه خضع (مختار) له اى عونا فى سبيل الشيطان
على حزب الله۔ وحزب الله هم الغالبون (ابن كثير) وعن مجاهد قال معينا للشيطان
على معاصى الله۔ اس کو ابن ابی شیبہ وابن جریر وغیرہ نے تخریج کی سعید بن جبیر و قتادہ و حسن
وضحاک وغیرہ سے بھی اسی کے قریب قریب مروی ہے (در) ۱۲

اور معصیت پر ڈراؤ۔ پھر فرمایا کہ اے نبی کہدو کہ میرے اس لائے ہوئے پر جو خدا
کے پاس سے لایا ہون تم سے کچھ بھی اجر طلب نہین کرتا۔ تاکہین تم یہ نہ کہو کہ
نبی کو اس دعوت سے تو ہمارا مال لینا مقصود ہے۔ اس لئے ہم اُنکی پیروی نہین
کرتے۔ لیکن جو تم مین سے چاہے کہ پروردگار کی راہ مین مال خرچ کرکے اُسکا
مقرب ہوجاے تو کون مانع ہے اور نبی کا اعتماد تمھارے مال و زر پر نہین اُن کو
تو ہم اپنی ہی ذات پر بھروسا کرنے کا حکم فرماتے ہین۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي
لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ نِ الَّذِي خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ
الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝ اور (اے نبی) تم اُس زندہ پر بھروسا کرو جو نہین

كَفَىٰ بِهِ۔ ای حسبك۔ اس کلمہ سے مراد مبالغہ ہی جسطرح کہتے ہین کفٰی بالعلم جمالا وکفٰی بالادب کمالا۔
الَّذِي۔ حی کی دوسری صفت ہی۔ سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ اگرچہ خداوندعالم ایک کن کے اشارہ سے جو کچھ چاہے
آن کی آن مین پیدا کرسکتا ہی جسطرح فرمایا۔ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ لیکن
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کرنا شاید اس لئے ہو کہ انسان بھی اپنے کامون کو تدریج اور مصلحت
و حکمت ... الرحمن
... کہ جو کسی
مرنے والے پر اعتماد کریگا وہ اُسکے مرے بعد ہلاک ہوجائیگا۔ ۱۲

چھ دن میں آسمان و زمین کی پیدائش

مرنا اور اسکی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔ اور وہ اپنے بندون کے گناہون سے
خبردار بس ہے جس نے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اور جو کچھ اونمین
ہے۔ (سب کو) چھ دن مین پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ بڑا مہربان ہے
(اے مخاطب) تو اُسی (رحمٰن) خبردار سے پوچھ۔ یعنے اے انسان مجھ سے
پوچھ مین اپنی تمام مخلوقات سے خبردار ہون جس بات کی مین خبر دیتا ہون
وہی صحیح ہے۔ چنانچہ ایک اور مقام پر فرمایا وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ۔ یعنے تمام جہان
کے پیدایش اور استوار علی العرش کی کیفیت اللہ تعالے کے سوا اور کون جانتا
ہے امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ استوار[1] کا مفہوم معلوم اور کیفیت مجہول۔ اور
اُسپر ایمان لانا واجب اور کیفیت سے سوال کرنا بدعت ہے بعد بیان انعام
واحسان کے کافرون نے جو اُس کے مقابلہ مین ناشکری کی اُسے بیان
فرماتا ہے وَإِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق أَنَسْجُدُ
لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۞ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو
بولے اور رحمٰن کیا ہے۔ کیا ہم اُسے سجدہ کرین جس کا (اے نبی) تم ہمین حکم کرتے ہو

السجدہ

یَأْمُرُنَا حمزہ وکسائی سات یاءِ غیب کے یعنے اللہ تعالے ہم کو حکم کرتا ہے۔

۵ ۱۶

[1] اسکا پورا بیان صفحہ ۹۴۸ سورۂ طٰہٰ مین گذر چکا ہے۔ وزادھم۔ اُسی کے مثل ہے
فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَاءِیْ اِلَّا فِرَارًا ۔ ۱۲

(یعنے ہم سجدہ نہ کرینگے) اور اس (قول) نے ان (مشرکین) کی نفرت بڑہا دی۔ کافروں کی سمجھ پر افسوس ہے کہ اپنے بڑے مہربان کو سجدہ کرنے سے نفرت کی۔ اگر تھوڑی سی سمجھ بھی ہوتی تو اسکی عبادت اپنے پر لازم سمجھتے۔ اس لئے اپنی عظمت بیان فرماتا ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ (یعنے آفتاب) اور روشن چاند بنایا۔ بروج سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں اور بعض نے کہا کہ منازل و مراتب نجوم ہیں جو بارہ ہیں۔ غرض انتظامِ عالم کے لیے ان میں ایک قسم کا اثر دیا گیا ہے اور انکا موثر وہی اللہ تعالے ہے بعد ذکرِ آفتاب و مہتاب کے ان سے عبرت لینے کا

سُرُجًا حمزہ و کسائی سُرُجًا دو ضمون سے۔ جمع ہے یعنے تارے مراد ہیں۔

له یہ استفہام انکاری ہے۔ **مسئلہ** امام شافعی و امام احمد فرماتے ہیں کہ سجدۂ شکر (جو کسی بلا کے دور ہونے یا کسی نعمت کے حاصل ہونے پر ہو) سنت ہے۔ حنفی مذہب میں نہیں جائز بلکہ مستحب ہے جس طرح شرحِ منیہ میں ہے ۱۲

۲ه عبدالرزاق و عبد بن حمید قتادہ سے کہ سراج سے مراد آفتاب ہے (در) چنانچہ خود فرمایا وجعل الشمس سراجا۔ ۳ه قتادہ و مجاہد وغیرہ سے کہ وہ نجوم ہیں (ابن جریر) ۴ه خطیب نے کتاب النجوم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس آیت میں بروج سے مراد بارہ بروج ہیں (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت (در)۔

طریقہ سکھلاتا ہے وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ۝ اور وہی ہے کہ جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا) نائب بنایا اُس کے لئے جو یاد کرنا یا شکر کرنا چاہتا ہے۔ یعنے رات کے بعد دن ہے اور دن کے بعد رات ہے تو اس انتقال و تغیر کو دیکھکر منتقل کرنے والے اور تغیر دینے والے کو یاد کرے یا یہ کہ رات سبب راحت اور دن معیشت کا سبب ہے تو اس لئے شکر کرے غرض دن مین اللہ کی یاد نہو سکی[1] تو رات کو اسکی قضا کرے۔ یا رات مین نہو سکی تو دن کو قضا کرے۔ دن کی اُلجھی رات مین سُلجھائے۔ شب کی بگڑی دن مین بنائے۔ کیونکہ درد کی مداومت سے واردات بھی مدام ہوتے ہین۔ پھر[2] اُن وجوہ شکر کی طرف جس سے

یَذَّکَّرُ حرف بغیر تشدید کے ثلاثی مجرد سے

[1] ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپنے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ جس کا کچھ عمل رات مین رہجای وہ اُسے دن مین پورا کرے۔ اور جس کا دن مین رہے وہ رات مین پورا کرے (در) طیالسی و ابن ابی حاتم نے حضرت عمر سے کہ آپنے اپنے ورد کی تکمیل وقت چاشت کی اور یہی آیت پڑہی (مختصر از در) علما کہتے ہین کہ اگر تہجد کسی شب ادا ہو تو وقت چاشت کچھ نوافل پڑہ لے۔ اور اللہ سے عرض کرے کہ تو اسے قبول فرماکے تہجد کا ثواب عنایت کر۔ نسائی مین ہے کہ جو شخص شب مین بیدار ہونیکی نیت رکھتا ہے اگرچہ بیدار نہو تو بھی وہی ثواب ملتا ہے لیکن عمل ساتہ نیت کے مجرد نیت سے افضل ہے۔ اور عزیمت رخصت سے بڑہکر ہے۔ [2] یہ بھی ربط ہے کہ جب اُن بندوں کا ذکر فرمایا کہ جو رحمان کے سجدہ کرنیسے نفرت کرتے تھے اور بسبب اُس کے وہ شیطانی گروہ بن گیا تھا اب انکا ذکر فرماتا ہے جو رحمان کے بندے ہین اگرچہ تمام مخلوقات اُسکے بندے ہین لیکن انکو رحمت سے جو انہیں نسبت دیکر اشارہ دیتا ہے

بندۂ رحمتِ عام کا مستحق ہوجاتا ہے اشارہ فرماتا ہے ۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ اور بندے

رحمان کے وہ ہین جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہین اور جب اُن سے جاہل (بے ادبی سے) مخاطب ہوتے ہین (تو یہ جواب مین) سلامتی کی بات کہتے ہین ۔

متقیون کے صفات

یہان سے متقیون کے صفات بیان فرماتا ہے **پہلی صفت** وہ زمین پر سکون ووقار وتواضع سے چلتے ہین ۔ چنانچہ رسولون کی شان مین بھی فرمایا وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ اسی لئے بعض علما نے بازار مین سوار ہونے کو مکروہ کہا فقیر کہتا ہے کہ خصوصًا وہ سواری کہ جس سے پیدلون کو تکلیف پہونچے ـه

آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جانست

سواری کا شکر تو یہی ہے کہ مجمع مین نہ دوڑائین اور پیدلون پر سلام مین سبقت کرین اور ناتوان ضعیف کو اپنے ہمراہ سواری مین بٹھلا کر اُسکے گھر پہنچا دین **دوسری صفت** جب کوئی جاہل بدگوئی سے اُنھین مخاطب

وعباد مبتدا ہے ۔ اور اسکی خبر مین دو وجہ ہین ۔ ایک یہ کہ اولئك یجزون جو اس سورہ کے آخر مین ہے وہی آخر جملہ اسکی خبر ہے ۔ اور والذین یمشون جو اس کے مابعد ہین مبتدا کے صفات ہین ۔ اور دوسری یہ کہ الذین یمشون ہی اسکی خبر ہے ۔ ـه **حکایت** شیخ سعدی نے

حکایت

اس حکایت کو نظم فرمایا ہے کہ ایک مست نے رات کو کسی پارسا کے سر پر اپنا ڈھول پھوڑا

ہوتا ہے تو مقابلہ مین بدگوئی نہین کرتے بلکہ معاف کرتے اور اچھا جواب
دیتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات مین لکھتے ہین کہ
آپ کا حلم جاہل کی سختی سے اور بھی بڑھتا جاتا تھا۔ جب اُن متقیون کا
خُلق و معاملہ مخلوق سے بیان فرمایا اب جو انکا خالق سے معاملہ ہے اور یہی انکی

25

تیسری صفت ہے اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَالَّذِینَ یَبِیتُونَ لِرَبِّھِمْ
سُجَّدًا وَّقِیَامًا ٥ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے لئے سجدہ و قیام کی حالت
(یعنی نماز) مین رات کاٹتے ہین یعنے اکثر رات عبادت الٰہی مین جاگتے ہوے
گذارتے ہین چنانچہ ایک مقام پر فرمایا کَانُوا قَلِیلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُونَ [۱] رباعی

آن را کہ غم یار بود چون خسپد	آنکس کہ طلبگار بود چون خسپد
اے دیدہ گنہ مے کنی و مے خسپی	چشمے کہ درو خار بود چون خسپد

چوتھی صفت اُنکی یہ ہے کہ خلق و خالق کے ساتھ اس اعلےٰ صفات سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۱) صبح مین وہ نیکم دل اُس سنگدل کے پاس ایک مٹھی روپیونکی
نذر کی اور کہا کہ تو معذور و مست تھا تیرا ڈھول اور میرا سر پھوٹا۔ لیکن میرا زخم اچھا ہوگیا اور
تجھے بغیر روپیون کے درستگی نہین ہوسکتی۔ اس لئے مین نے یہ روپے نذر کئے ہین ٥

مرا بہ شد آن زخم و برخاست بیم	ترا بہ نخواہد شد اِلّا بہ سیم

سُجَّدًا۔ جمع ساجد۔ قِیَامًا۔ جمع قائم مثل نیام و نائم۔ [۱] یعنے وہ متقی لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے

مستضعف ہوکر پھر بھی وہ اپنے عمل پر بھروسہ نہ کرکے خوف دوزخ سے پناہ مانگتے ہین۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ اِنَّهَا سَاۗءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہین کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور رکھ۔ اس لئے کہ اُسکا عذاب لازمی ہے۔ بے شک وہ بُری جگہ اور بُرا مقام ہے۔ بعد بیانِ افعال واقوال۔ اُن کے خرچ کا حال بیان فرماتا ہے اور یہی اُنکی پانچوین صفت ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہین تو نہ فضول خرچی کرتے ہین اور نہ تنگی اور (اُن کا خرچ) اُسکے درمیان

غَرَامًا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللازم۔ از عبد بن حمید (در) قال الراغب ماخوذ من قولھم ھو مغرم بالنساء ای یلازمھن ملازمۃ الغریم ای ملازمۃ من لہ الدین لغریمہ ای من علیہ الدین فکلاھما غریم۔ کَانَ۔ اس ضمیر کا مرجع انفاق ہے جس پر انفقوا دال ہے بَيْنَ ذٰلِكَ۔ یعنے درمیان اسراف وتقتیر کے اور وہ خبر کان ہے قَوَامًا۔ خبر بعد خبر ہے۔ اسکے معنے وسط وعدل کے ہین بسبب استقامت واعتدال طرفین کے۔ اور قوام کے مثل سوا ہے۔ بسبب استوا طرفین کے۔ اور اس آیت مین اشارہ ہے کہ اُن کے فیوضات نفاصل علیہ کی قابلیت کے موافق ہوتے ہین نہ حاجت سے زیادہ اور نہ کم۔ یا یہ کہ جب اپنے وجود کو اُسکی ذات وصفات مین فنا کرتے ہین تو نہ اسطرح ریاضت کرتے ہین کہ جس سے بدن ہلاک ہوجائے۔ اور نہ اسطرح کہ شہوات مین مبتلا ہوجائین ۱۲

وَلَمْ يُقْتِرُوْا نافع وشامی باب افعال سے۔ يَقْتِرُوْا مکی وبصری ساقہ کسر تا کے ضرب سے لغتین ہین سب کے معنے ایک ہین۔

اعتدال پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی معیشت مین اعتدال رکھنا آدمی کی دانائی سے ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ محتاج نہوا جس نے اعتدال سے خرچ کیا۔ **بعد** اصولِ طاعات امہاتِ معاصی کو بیان فرماتا ہی یعنے صفاتِ حسنہ سے متصف ہونے کے بعد صفاتِ سیئہ سے بھی دور رہین گے تو رحمان کے سچے بندے کہلائین گے۔ اور یہی انکی **چھٹی صفت** ہے۔ **وَالَّذِيْنَ**

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ

یُضَعَّفُ
ملکی بابہ تفعیل سے
یُضْعَفُ
شعبہ سانۃ رفع
بسبب استیناف
یحال کے۔

لہ امام احمد (ابن کثیر) لہ امام احمد (ابن کثیر) **ولا یزنون** - الزنی او طئ المرءة من غیر عقد شرعی۔ اسمین اشارہ ہے کہ عجوزِ دنیا مین سات شہوتِ نفسانی کے تصرف ہنین کرتے بلکہ جو کچھ اسمین تصرف کرتے ہین اللہ کے حکم سے کرتے ہین امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون گناہ سب سے بڑا ہے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالے کا ہمسر شریک بنائے حالانکہ اللہ تعالی ہی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ کہا کہ پھر کون گناہ۔ فرمایا یہ کہ تو اپنے فرزند کو قتل کرے بخوف اس کے کہ تیرے ساتھ کھانا کھاے۔ کہا کہ پھر کون گناہ۔ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے۔ عبداللہ نے کہا کہ اس کی تصدیق اللہ تعالے نے نازل فرمائی والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر آخر تک (در) **اثاما** ھو جزاء الاثم والعقوبۃ کالوبال والنکال وزنا و معنی۔ **یضعف** - یہ جملہ یلق سے بدل ہے بسبب اتحادِ معنے کے۔ ۱۲

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝

اور وہ لوگ کہ جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کی پرستش نہین کرتے اور جس جان کو اللہ نے حرام کر دیا ہی (اسکو) نہین قتل کرتے مگر حق پر اور وہ زنا کرتے نہین اور جو ایسا کریگا سزا پائیگا۔ قیامت کے دن اسکو دگنا عذاب ہوگا اور وہ ذلیل ہو کر اسمین ہمیشہ رہیگا۔ مگر جس نے توبہ کرلی اور ایمان لایا اور نیک کام کیا تو یہی لوگ ہین کہ اللہ انکی برائیونکو نیکیون سے بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو شخص توبہ کرے اور نیک کام کرے تو بیشک وہ اللہ کیطرف اچھا رجوع کرتا ہے

وَيَخْلُدْ — نافع و ابن عامر و شعبہ و اور قراءتہ رفع دال کے۔ فِيْهٖ — مکی و حفص کے سوا سب بغیر صلہ پڑھتے ہین۔ کل قرآن مین یہی ایک مقام ہے کہ حفص نے ضمیر کی ہا کو صلہ سے پڑھا ہے ۱۲

وعمل۔ یہان عمل سے مراد توبہ اور آئندہ نکرنے کا عزم کرنا ہی ورنہ کوئی دوسرا عمل توبہ کیلئے شرط نہین ہی۔ یبدل۔ قال الراغب التبدیل جعل الشئ مکان آخر وهو اعم من العوض فان العوض هو ان یصیر لك الثانی باعطاء الاول والتبدیل یقال للتغییر وان لم تات ببدله (روح) ومن تاب۔ یہ حال اُس شخص کا ہے جو تمام گناہون سے توبہ کرلے ہے اور اس کے اوپر جو بیان گذرا وہ اس شخص کا تھا جو امہات گناہ سے توبہ کرتا ہے تو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے لے خواہ کافر تھا پھر مسلمان ہوگیا یا فاسق تھا پھر توبہ کی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص لایا جائیگا پھر اللہ تعالے فرمائیگا کہ اس کے کبائر گناہونکو ایک طرف رکھو اور اس سے اُس کے صغیرہ گناہون کو پوچھو تو کہا جائیگا کہ تونے فلان روز ایسا ایسا گناہ کیا اور فلان روز یہ کیا تو وہ کہیگا کہ ہان۔ وہ کچھ انکار نہ کرسکیگا۔ تو اُس سے کہا جائیگا کہ تیرے لئے ہر بدی کے بجائے ایک نیکی ہی۔ تو وہ عرض کریگا کہ اے میرے رب مین نے تو بہت بُری باتین کی ہین جو مجھے یہان دکھلائی نہین دیتی ہین (صحیح مسلم وغیرہ) ۲ توبہ اکسیر اعظم ہی جب اس سیآت پر ڈالدی جاتی ہی۔ تو وہ زر حسنات ہو جاتی ہین ۱۲

مولوی محمد ...

یعنے شرک نہین کرتے اور بدولت ایمان کے اپنے نفس کو ذلت کے قتل
سے بچاتے ہین ۔ اور غیرون کو بھی قتل نہین کرتے ۔ ہان اُن نفوس کو قتل
کرتے ہین جنکی اللہ کے پاس عزت نہین کیونکہ اُنھون نے ایسا عمل کیا کہ جسکی
وجہ سے اُن کا قتل مباح ہو گیا بعد قتلِ جلی کے قتلِ خفی (یعنے زنا کہ جس سے
اولاد کے نسب کو ضایع کرتا ہے) وہ بھی نہین کرتے پھر اشارہ فرمایا کہ جو
ان امور مین مبتلا ہوگا وہ سزائے سخت اور عذاب شدید بھی پایگا ۔ بعد
تہدید فجار کے ابرار کو ترغیب دلاتا ہے ۔ کہ بعد توبہ کے اُن کے گناہون کو
نیکیون سے بدل دونگا ۔ ساتوین صفت اُن کی یہ ہے کہ ہر امر باطل سے
دور رہتے ہین ۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا
کِرَامًا ○ اور وہ لوگ جو جھوٹے کام مین شامل نہین ہوتے اور جب بیہودہ
موقعہ پر گذرتے ہین تو بزرگانہ طور سے گذر جاتے ہین ۔ یعنے بُری جگہ مین عمداً
نہین جاتے اور جو اتفاقاً چلے گئے تو اُس مجلس مین امر بالمعروف و نہی عن
المنکر بطورِ اشارہ یا بطورِ تصریح جو مناسب ہو وہ عمل مین لاتے ہین ورنہ

بِاللَّغْوِ ۔ قال الراغب اللغو من الکلام ما لا یعتد بہ ۔ کِرَامًا جمع کریم قال الراغب الکرم اذا
وصف اللہ بہ فھو اسم لاحسانہ ۔ واذا وصف بہ الانسان فھو اسم للاخلاق والافعال المحمودۃ التی تظھر منہ

اُس مجلس سے منہ پھیرا کے بزرگانہ طور پر چلے جاتے ہین۔ آٹھوین صفت
یہ ہے کہ جو کوئی انھین نصیحت کرے قبول کر لیتے ہین۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا
بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ۝ اور وہ لوگ کہ جب انھین
اُن کے پروردگار کی آیتون سے نصیحت کی جاتی ہے تو اُن پر بہرے اندھے
ہو کر نہین گر پڑتے بلکہ اُنھون نے اللہ تعالیٰ سے سمجھہ پائی اور جو اُس کی
کتاب مجید سے سُنا اُس سے نفع اُٹھایا۔ نوین صفت یہ ہے کہ جب خود کو ان
اوصافِ حمیدہ سے موصوف پاتے ہین تو فضل آلہی کے امیدوار ہو کر اپنے
لئے امامت کے اہلیت کی دعا کرتے ہین۔ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا
مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ اور

ذُرِّیّٰتِنَا بصری و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ افراد کے ۱۲۔

لم یخرّوا۔ خرّ کے معنے اس طرح گرنے کے ہین کہ جس سے خریر سنائی جائے اور خریر اُس پانی وغیرہ کی آواز
ہے جو اوپر سے گرتا ہے۔ صُمًّا۔ جمع اصم ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ جسے حاسہ سمع نہو۔ اور اسی سے تشبیہ
دیجاتی ہے جو حق بات کان لگا کر نہین سنتا اور نہ قبول کرتا ہے۔ عُمیانًا۔ جمع اعمے ہے۔ اور یہ وہ ہے
کہ جسے حاسہ بصر نہووے۔ تو یہان نفی سے صم اور عمی کی نفی مراد ہے نہ خرور کی۔ بلکہ اسکا اثبات
ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ لَا یَلْقَانِیْ زَیْدٌ مُسَلِّمًا تو اسمین سلام کی نفی ہے نہ لقا کی لے عبد بن حمید
و ابن ابی حاتم از قتادہ (در) من ازواجنا۔ اس مِن کو علم بیان مین تجرید کہتے ہین گویا کہا گیا هب لنا
قرة اعین۔ پہر قرة کی تفسیر ازواج ذریہ سے کیگئی جسطرح انکا قول ہے رأیت منك اسدًا یعنی انت اسد۔ اور یہ بہی ہوسکتا
ہے کہ من ابتدائیہ ہو۔ اور معنے یہ ہونگے هب لنا من جهتهم ما تقر به عیوننا (نیشاپوری) قرة۔ یا تو قر سے ہے

وہ لوگ کہ جو کہتے ہین اے ہمارے پروردگار ہماری بی بیون اور ہماری اولاد سے آنکھونکی ٹھنڈک عنایت فرما اور ہمین پرہیزگارون کا پیشوا بنا۔ یعنے ہماری بی بیان اور اولاد اسطرح طاعت الٰہی کرین کہ جس سے ہماری آنکھین دنیا و آخرت مین ٹھنڈی ہون۔ صورت اچھی ہونے کی خواہش نہین بلکہ انکی سیرت اچھی ہونے کا خیال اور یہی دعا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہین سوا تین قسم کے۔ ایک تو فرزند صالح کہ جو اُس کے لئے دعا کرے۔ دوسرے علم کہ جس سے اُسکے مرے بعد نفع اُٹھایا جائے۔ تیسرے صدقۂ جاری۔ اور ہمین متقیون کا پیشوا بنادے جو ہماری اقتدا کرکے راہِ راست پر رہین بعد بیانِ صفات متقین اُنھین جنت مین جو اعلےٰ مقام ملیگا اسطرح بیان فرماتا ہے اُولٰۤئِكَ

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ خٰلِدِيْنَ

يُلْقَوْنَ شعبہ و حمزہ و کسائی ثلاثی مجرد سے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۸) اسکے معنے ٹھنڈک کے ہین کیونکہ خوشی کے آنسو ٹھنڈے ہوتے ہین اور اسی لئے اُسکی ضد مین کہا جاتا ہے اسخن اللہ عینہ۔ یا قرار سے ہے بسبب عدم نظر اُسکی غیر کی طرف (خفاجی) لہ ابن جریر و ابن منذر از ابن عباس (در) ٣ه عبد بن حمید از عکرمہ (در) ٣ه ابن جریر و ابن منذر از ابن عباس (در) ٤ه صحیح مسلم (ابن کثیر) غرفة۔ ابن ابی شیبہ ضحاک سے کہ غرفے سے مراد جنت ہے یا غرفے سے مراد بالاخانے جنت کے ہین جس طرح امام احمد سے بروایت مرفوع مروی ہے (در) بما صبروا ای بصبرہم بیان صبر کو مطلق فرمایا تا صبر طاعات پر اور ایذائے کفار پر اور شہوات سے اور ضرر فقر وغیرہ سبکو شامل ہووے۔ یلقون یعنے اس

فِيهَا ۖ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ یہی لوگ ہین کہ جنھین صبر کے بدلے مین
بالاخانے دئے جائینگے (یعنے جنت) اور وہان تعظیم اور سلام سے اُن کا
استقبال کیا جائیگا۔ اُسمین ہمیشہ رہینگے اچھی جگہ اور اچھا مقام ہے۔ جن کے
اوصاف وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے یہان تک بیان ہوے اُن کو جنت مین بعوض
اُس کے کہ جو انھون نے طاعات پر صبر کیا۔ اعلے مقام ملیگا اور فرشتے اُنکی
پیشوائی کو آکر سلام کرینگے اور مبارکباد دینگے اور وہ اُسمین ہمیشہ رہینگے
وہ قرارگاہ و مقام کیا ہی اچھا ہے غرض متقیون کو تو یہ عمدہ ثواب ملیگا اور
اللہ تعالے کو ہرطرح سے اُن کا خیال ہے برخلاف کافرون کے جس طرح
فرماتا ہے۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ع

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۸) منافع کے ساتھ سلام و تعظیم و تحیت و دعا ہی ہوگی۔ تو یہ تحیت و سلام فرشتون سے ہی یا اللہ سے یا بعض اُن کے واسطے بعض کے کہینگے ۱۲ مَا يَعْبَؤُا۔ ما استفہامیہ ہی یا نافیہ ہی اصل عبی معنی مین ثقل اور بوجھ کے ہی جب کسی چیز سے ہو تو ما عبأت به کے معنے حقیقت مین ما اری له وزنا و قدرا کے ہونگے قاموس مین ہی ما اعبؤ بفلان۔ ما ابالی۔ لَوْلَا۔ اسکا جواب محذوف ہی کیونکہ اسکا ماقبل اس پر دال ہے لِزَامًا یعنی تمھارا جھٹلانا تمھین دنیا و آخرت مین خراب کریگا روز بدر بھی اسی مین داخل ہی جسطرح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی (ابن کثیر) لزام مثل قتال مصدر ہی قائم مقام فاعل کے جسطرح عدل مقام مین عادل کے ہوتا ہی یعنے جزاء تکذیب تمھین لازم ہوجائیگی۔ اور تمھین دوزخین لیجائیگی جسطرح فاء لزوم ما بعد اپنے کو اپنے ماقبل کیلئے دال ہی۔ اور یہان دوزخ کی تصریح نکرکے پوشیدہ رکھنا اس لئے ہی کہ وہ نہایت ظہور مین ہی یا یہ کہ وہ امر خوفناک ہی جو وصف و بیان سے خارج ہے ۱۲

(اے نبی) کہدو کہ میرا پروردگار تمھاری پروا نہین کرتا اگر تم (مین سے اُسکی)

عبادت نہین کرتے سو تم جھٹلا چکے پس عنقریب (اُسکا عذاب یقین) لازم ہوجائیگا

یعنے اگر تم مین سے بعض لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان نہ لاتے اور اُسکی عبادت نہ کرتے تو میری ربکو

تمھاری بھی کچھہ پروا نہ تھی کیونکہ انسان کی بزرگی وکرامت معرفت وطاعت سے ہے ورنہ وہ

اور تمام حیوانات برابر ہین۔ یا یہ کہ اگر دعوت اُسکی تمھین دین وطاعت کی طرف نہوتی تو

تمھاری کچھہ پروا نہ تھی۔ اور تم نے جو تکذیب کی تو ہمارا عذاب بھی عنقریب مین لازم ہوجائیگا

مثال یہ جیسی کرنی ویسی بھرنی چونکہ انسان یہان مسافرانہ آیا ہے۔ اور اس سفر کی ابتدا

مان کے پیٹ سے شروع ہوئی۔ اور اسکا مقصود آخرت ہے۔ اور اسکے زندگی کا زمانہ سفر کی مسافت

ہے۔ سال بجائے منازل ہین مہینے مثل فراسخ ہین۔ دن کوس ہین۔ جو دم ہین بجائے قدم ہین

جسطرح کشتی اپنے سوار کو لیجاتی ہے اسی طرح وہ اسے لیجاتے ہین ۵

بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم	یہ جہان ہے کشتی بجسد فنا

لہ یہ معنے اسوقت ہونگے کہ دعا جو مصدر ہے فاعل کی طرف مضاف ہووے مثال اُسکی ایسی ہے کہ کوئی

بادشاہ اپنے غلام نافرمان سے کہے کہ میری عادت تو یہ ہے کہ جو میری اطاعت کرتا ہے مین اسپر احسان

کرتا ہون اور تو جو نافرمانی کی اب قریب ہین تیرا نکال ہوگا۔ تو اسوقت خطاب مومنین ومکذبین

سب سے عام طور پر ہوگا یعنے انکے بعض مین عبادت وتکذیب پائی گئی اس لئے مخاطب کئے گئے

کہ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم از ابن عباس (در) سہ یہ معنے اسوقت ہونگے کہ دعا جو مصدر

ہے مفعول کی طرف مضاف ہووے اور اسوقت خطاب کافرون کی طرف ہے ۱۲

آدمی کو چاہئے کہ گو عمل تھوڑا ہو لیکن اخلاص سے کرے کیونکہ اخلاص سے تھوڑا عمل بے اخلاص کے
بہت سے عمل سے افضل ہوتا ہے۔ چنانچہ اخلاص کا بیان اسطرح ہے (**کلمہ**) **اخلاص**۔ حق سبحانہ کی
بندگی حق سبحانہ کیواسطے ہی ہووے۔ نہ ایسی علت کیلئے جو کسی حال میں احوال سے راجع بنفس ہووے اور
اخلاص ارادہ کی مرتبوں میں سے پہلا مرتبہ ہے۔ یہ عابدوں اور زاہدوں کیلئے اس سبب سے نہیں ہے
کہ اخلاص انکا ریاکاری سے ہوتا ہے۔ اور جزا طلب کی ہیں۔ بعض کا اخلاص اعمال میں ہوتا ہے۔ انکی عمل للحق تعالیٰ
فالعبد اللہ کی ہیں نہ طلب جزا کیلئے۔ اور اس مقام کی صحت کی دو علامتیں ہیں۔ جو شخص اس مقام میں ہوتا
ہے تو اپنے حق میں آدمیوں کی اچھا برا کہنے پر التفات نہیں کرتا۔ اور اللہ کی توفیق اور اسکی قدرت
و ارادہ سے وقت عمل حضور ہوتا ہے۔ اور بعض کو اخلاص اپنی طرف فعل کی نسبت دفع کرنیکے لیے ہوتا
ہے۔ تو وہ اچھی بات کا عامل واسطے حق سبحانہ کے ہوتا ہے۔ پس اسکے تمام اعمال للہ باللہ ہوتے
ہیں۔ اور بعض کا اخلاص اپنے سے بری ہونیکے لحاظ سے ہوتا ہے بمضمون بی یسمع وبی یبصر
کے۔ تو اسکی تمام صفات منسوب بحق ہوتی ہیں۔ اور بعض کا اخلاص حق تعالیٰ کی قیومیت
کے مشاہدہ خیال سے ہوتا ہے۔ تو تمام اشیا کو قایم باللہ دیکھتا ہے۔ اور حقیقت جو حق تعالیٰ کو جانتا ہے
اور بعض کا اخلاص بلحاظ مقام فنا ذاتی کی ہوتا ہے۔ اور وجود کو خالص للہ جانتا ہے اور بعض کا اخلاص
کسی حال میں نفس کیطرف رجوع نہ کرنیکے خیال سے ہوتا ہے۔ پس گلزار حضرات کمالیعنی اسما و صفات کی تجلیات
میں بلا رسم واقف ہوتا ہے اور قدس ذات میں مقتضیات و اوصاف بشریت سے خالص باللہ ہوتا ہے۔

اخلاص